Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

جس میں مذاہب پر نظر اور اسلام کی تائید ہے

رسالہ اردو ریویو آف ریلیجنز

جلد ۲۸ نمبر ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۹ء جمادی الاول ۱۳۴۸ھ

ایڈیٹر محمد ظہور الدین اکمل

مقام اشاعت قادیان دارالامان پنجاب

ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

چندہ سالانہ ہندوستان میں ہے اور ہندوستان سے باہر ہے مستحق طلباء اور غیر احمدیوں سے اڑھائی روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
الہام اور ماڈرن سائیکالوجی	۳۶۱ – ۳۶۸	چوہدری محمد شاہنواز خاں صاحب ایم بی بی ایس
عیسائیت کی مایہ ناز تعلیمات پر نظر	[illegible]	مولانا محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل
آنحضرت صلعم کا رؤیا اور واقعہ حدیبیہ	۳۷۳ – ۳۷۶	مولانا تاج الدین صاحب لائل پوری فاضل
باپ کا جانشین	۳۷۷ – ۳۸۴	ڈاکٹر محمد صدیق صاحب سنوری
ہجرت نبوی اور ہجرت موسوی	۳۸۵ – ۳۸۹	مولانا محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل
عصمت انبیاء	[illegible] – ۳۹۲	مولانا محمد صادق صاحب کنجاہی مولوی فاضل
ابطال الباطل	[illegible]	مولانا مرزا حسام الدین صاحب لکھنوی

بقایا داران توجہ فرمائیں

یہ اکتوبر کا رسالہ ہے جو خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ مگر میرے [illegible] میں سے کئی سو ایسے ہیں۔ جن کی طرف سے تاحال سنہ ۱۹۲۹ کا چندہ [illegible] دفعہ بار وی پی ہو چکے ہیں۔ اور دو دو بار وی پی انکار ہو کر واپس آگئے ہیں۔ حالانکہ ہم اپنا فرض نہایت محنت و دیانت سے ادا کر رہے ہیں اب تو ٹائٹل بھی آرٹ پیپر کا کر دیا ہے اور رسالہ بالکل وقت پر حاضر خدمت ہوتا ہے باوجود اسکے ہم رہا ہو اور بھی آپ ادا نہ کریں تو کسقدر افسوس کی بات ہے مجبوراً اگلے مہینے تیسری بار وی پی ہوں گے ۔

(منیجر ریویو اُردو ۔ قادیان)

انسداد گداگری

یہ ایک سو چالیس صفحے کی کتاب ہے جو مکرمی میاں سلطان احمد صاحب جودی ایم اے ایس (لنڈن) نے بغیر ضرورت بھیک مانگنے اور بھیک دینے کو روکنے کیلئے لکھی ہے اور حق یہ ہے کہ خوب لکھی ہے۔ مختلف بھیک مانگنے والوں کی قسمیں بنا کر پھر بتایا ہے۔ کہ ہمارے اسلاف صحابہ کرام رض اور تابعین کا کیا طرز عمل تھا اور قرآن مجید و احادیث سے خیرات کے اصل احکام واضح کئے ہیں اور مروجہ بھیک مانگنے اور بھیک دینے کی رسم کو منع بتایا ہے۔ اخیر میں اصل مستحقین کو نام بنام گنایا ہے۔ اور بھیک مانگنا بند کرانے کے لئے یورپ کی مثال دیتے ہوئے طریق کار بتایا ہے اور ایک بیت المال کے قیام کا مشورہ دیا ہے۔ غرضکہ یہ کتاب اس مضمون پر بہت جامع ہے اور جودی صاحب کی محنت اور بروقت اشاعت اس بات کی مقدار ہے کہ یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ لیجائے۔ اپنی معنوی خوبیوں کے علاوہ ظاہری طور پر بھی بلحاظ کاغذ کتابت چھپائی دیدہ زیب ہے ایک روپیہ قیمت

ملنے کا پتہ :- منیجر نظامیہ بک ڈپو بٹالہ پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

الہام اور ماڈرن سائیکالوجی

۳۔ الہام و کشوف اور مجانین کی ہیلوسی نیشن میں فرق

Hallucination کی تعریف یہ درست ہے کہ بعض مجانین ایسے ہوتے ہیں جن کو آوازیں آتی ہیں یا ایسے نظارے نظر آتے ہیں۔ جو محض فرضی اور وہم کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اور جنکا خارج میں وجود نہیں ہوتا۔ اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کے الہام اور کشوف اور ان فرضی آوازوں اور نظاروں میں ما بہ الامتیاز قائم کیا جائے۔ ان فرضی آوازوں یا نظاروں کو انگریزی میں ہیلوسی نیشن (HALLUCINATION) کہتے ہیں۔ اسکی تعریف یہ ہے۔ "بغیر خارجی محرک کے کسی چیز کا احساس اور شعور پیدا ہو جانا" یہ دو۲ قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جو تندرست لوگوں میں پیدا ہوتی ہیں دوسری وہ جو مجانین میں ظاہر ہوتی ہیں۔ عوام الناس کی ایک ہیلوسی نیشن تو بہت عام ہے۔ جسکا ہر ایک نے تجربہ کیا ہوگا یعنی کمرے میں اکیلے بیٹھے یا سنسان جنگل میں اپنا نام کان میں آجانا۔ مجانین میں ان فرضی آوازوں اور نظاروں کے پیدا ہونے کا طریق پہلے بتایا جا چکا ہے۔ کہ کسی مرض کے .. .. باعث مائینڈ کا حواس پر قبضہ ہو جاتا ہے۔ اور واہمہ تیز ہو جاتی ہے۔ یہ فرضی احساس اور طرح بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ مثلاً عمل مسمریزم میں تحریک خارجی سے معمول کو عامل جس قسم کے نظارے چاہے دکھلا سکتا ہے۔ بخار کے ہذیان میں

فرضی نظاروں کے پیدا ہونے کے اسباب بھی ایسا ہوتا ہے۔ بھنگ۔ افیم۔ حشیش وغیرہ۔ کے نشہ کی حالت میں بھی فرضی نظارے نظر آتے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض زہروں مثلاً دھتورا اور بیلاڈونا کو کھانے سے بھی واہمہ تیز ہو جاتی ہے۔ ہیلوسی نیشن کا اثر زیادہ تر قوت سامعہ اور باصرہ پر ہوتا ہے۔ شامہ اور ذائقہ پر نسبتاً کم اور قوت لامسہ پر بہت کم ہوتا ہے۔ ان فرضی نظاروں اور آوازوں کو مجنون فرضی اور تخیل کا نتیجہ خیال نہیں کرتا۔ بلکہ وہ انکو حقیقی سمجھتا ہے اور انکے وجود کا اسکو یقین ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجنون اگر اندھا ہو تو اس کو بھی فرضی نظارے نظر آتے ہیں۔ تندرست لوگوں میں سے جو پیدائیشی بہرے ہوں انکو فرضی آوازیں نہیں آتیں۔ ہاں جو بعد میں بہرے ہو جائیں انکو خصوصیت کے ساتھ ایسی فرضی آوازیں سُنائی دیتی ہیں۔ تندرست لوگوں میں ہیلوسی نیشن زیادہ تر قوّتِ باصرہ کے متعلق ہوتی ہیں۔ اور مجانین میں قوّتِ سامعہ پر انکا زیادہ غلبہ ہوتا ہے۔ عاقل اور مجانین کی ہیلوسی نیشن میں فرق یہ ہوتا ہے۔ کہ عاقل کو اس نظارہ یا آواز کے متعلق بعد میں علم ہو جاتا ہے کہ یہ فرضی تھے۔ چنانچہ وہ فوراً اسکی تصدیق یا تردید دوسرے حواس سے کر لیتا ہے۔ جس کی وجہ سے اسکو غلطی نہیں لگتی اور اسکی قوّتِ فیصلہ پر اس فرضی نظارہ کا اثر نہیں پڑتا۔ مگر مجنون کو اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ یہ نظارہ فرضی ہے۔ وہ اس کو حقیقی یقین کرتا ہے۔ اس لئے اسکے دوسرے حواس کو بھی دھوکہ لگ جاتا ہے۔ مثلاً وہ فرضی نظارہ کو پکڑنے کی کوشش کریگا۔ اسکو مخاطب کریگا۔ یا فرضی آواز کی طرف چل پڑیگا۔ اور اس میں اگر کوئی حکم ہو گا تو اس کے مطابق عمل کریگا ؛

خیال اور واقع میں فرق

خیال اور واقع میں یہ فرق ہوتا ہے کہ خیال کی صرف ایک حِسّ تائید کرتی ہے۔ مگر واقعہ کی تمام حِسّ تصدیق کرتی ہیں۔ مثلاً کسی کو خیال آئے کہ کسی نے آواز دی ہے۔ تو آنکھ اسکی تردید کر دیگی۔ لیکن واقع میں آنکھ اگر کچھ دیکھے تو کان۔ ہاتھ اور دیگر تمام اعضاء اس کی تائید کرتے ہیں۔ کسی فرضی نظارہ کے متعلق عاقل کی تمام حسّوں کو دھوکہ نہیں لگ سکتا۔ ہاں جنون کی حالت میں فرضی نظارہ کی تمام حِسّیں تائید کرتی ہیں۔ کیونکہ مجنون یقین کرتا ہے کہ یہ نظارہ حقیقی ہے۔ اور میرے حواس کو دھوکہ نہیں لگ رہا۔

الہام وکشوف اور ہیلوسی نیشن میں مشابہت

علم النفس کے ماہرین کا جو خیال ہوتا ہے کہ مدعیٔ الہام کو ہیلوسی نیشن ہے وہ بھی کسی علمی بنا پر ہوتا ہے۔ اور محض ضد اور تعصّب کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ ان کو الہام و کشوف اور مجانین کے فرضی نظاروں اور آوازوں میں سطحی مشابہت کی وجہ سے یہ دھوکہ لگتا ہے۔ ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لئے دونو میں مشابہت کے امور درج ذیل کیئے جاتے ہیں :-

۱۔ دونو میں وقتی طور پر حواسِ ظاہری کام نہیں کرتے ؛

۲۔ دونو میں دماغ (MIND) کا حواسِ ظاہری پر وقتی طور پر قبضہ ہو جاتا ہے ؛

۳۔ مدعی الہام اور مجانین دونو کو ایسی آوازیں سُنائی دیتی ہیں۔ یا منظر دکھائے جاتے ہیں جنکا خارج میں وجود نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ ایسی بو بھی آتی ہے۔ یا منہ میں کسی چیز کا ذائقہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محسوس ہوتا ہے جن کا بظاہر کوئی ثبوت نہیں ہوتا ÷

۴ - دونو میں ان نظاروں اور اصوات کا احساس ایک ہی طرز پر ہوتا ہے۔ یعنی حِس کی لہر اندر (دماغ) سے باہر (حواس) کی طرف چلتی ہے۔ جس طرح مثلاً بجلی کی رو سے دماغ کے مختلف مرکزوں کو تحریک کرکے احساس پیدا کیا جاتا ہے اسی طرح مدعیٔ الہام اور مجانین دونو کی سماعت اور بصارت کے دماغی مرکزوں کو کوئی چیز حرکت دیتی ہے۔ جس سے آواز اور مناظر پیدا ہوتے ہیں۔

۵ - عام طور پر یہ آوازیں دوسروں کو سُنائی نہیں دیتیں۔ اور نہ ہی یہ نظارے نظر آتے ہیں ÷

۶ - دونو میں یہ حالت وقتی ہوتی ہے۔ جسکے بعد دونو اپنے کام کاج میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونو کی دماغی حالت نارمل ہے۔ (Normal)

۷ - دونو میں عصبی طاقت کے انتشار کی وجہ سے ضعف ہو جاتا ہے ÷

الہام وکشوف اور مجانین کی فرضی آوازوں اور نظاروں میں فرق

اس سطحی مشابہت کے باوجود دونو میں شدید اختلاف ہے۔ اور ادنیٰ غور اور فکر سے معمولی عقل کا آدمی بھی ان دونو میں تمیز کر سکتا ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ مدعی الہام کی دماغی حالت مجانین سے اس قدر مختلف اور ممتاز ہوتی ہے کہ میں تو دونو کا مقابلہ کرنا بھی ادب کے خلاف سمجھتا ہوں۔ مگر مخالفین کو سمجھانے کے لئے بعض دفعہ تلخ پیالہ بھی پینا پڑتا ہے۔ پس اپنی جماعت کے اُن انگریزی خوان نوجوان احباب کی واقفیت کے لئے جن کو بالعموم دہری لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ عاجز بعض امور دونو میں اختلاف کے درج ذیل کر دیتا ہے جو کہ عاجز نے مجانین کی سائیکالوجی کے مطالعہ سے اخذ کئے ہیں:۔

۱ - مجانین کی ہیلوسی نیشن (فرضی اصوات اور نظارے) کسی دماغی نقص کا نتیجہ ہوتی ہیں جسکا فوری کوئی نہ کوئی طبعی (جسمانی) سبب ہوتا ہے۔ جو غور و فکر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اور اس دماغی مرض کے نتیجہ میں مائینڈ کا قبضہ حواسِ ظاہری پر ہو جاتا ہے۔ گو مجانین کو ہر وقت یہ آوازیں سُنائی نہیں دیتیں۔ لیکن اس عارضی وقفہ میں بھی ان کی حالت بالکل نارمل (طبعی) نہیں ہوتی۔ بلکہ ضعف اور تکان کی وجہ سے ان آوازوں کا احساس عارضی طور پر بند ہو جاتا ہے ÷

مُدعیٔ الہام میں اسکے برخلاف کوئی دماغی عارضہ نہیں ہوتا۔ نہ ہی کوئی ایسا جسمانی نقص ہوتا ہے جس کا نتیجہ ایسا عارضہ ہو سکتا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ان کی دماغی حالت بالکل نارمل ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت اثرِ خاص

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربودگی کی حالت طاری کی جاتی ہے۔ اور قلب پر انوارِ سماویہ نازل کرکے دماغ کے ذریعے ان کا احساس کرایا جاتا ہے۔

۲۔ مجنون فرضی اور حقیقی نظارہ میں تمیز نہیں کرسکتا۔ نہ ہی درمیانی وقفہ کی حالت میں اسکو یاد رہتا ہے کہ وہ کیا سُن رہا اور کیا دیکھ رہا تھا۔ بلکہ لوگوں کے یاد کرانے پر وہ اسکا بالکل انکار کرتا ہے یعنی اسکے ذہن سے خواب کی طرح یہ نقشہ مٹ جاتا ہے۔ نبی کو اس بات کا خوب علم ہوتا ہے کہ یہ حالت نزولِ الہام یا کشف کی ہے۔ اور اس کے ذہن میں الہام کے الفاظ یا کشف کا نظارہ ایسا گڑ جاتا ہے کہ وہ انکو بھول نہیں سکتا۔ (الّا ماشاء اللہ جبکہ کسی مصلحتِ الٰہی سے اسکو محو کردیا جائے) اور اس حالت کے دور ہوجانے کے بعد نبی الفاظ کو لکھ سکتا یا لکھوا سکتا ہے۔ اور کشف کی تفصیلات کو بخوبی بیان کرسکتا ہے۔

۳۔ مجنون کو فرضی آوازوں کو سن کر یا نظاروں کو دیکھ کر اپنے جذبات پر قابو نہیں رہتا اسکی طبیعت میں ہیجان پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اسکی حرکات میں وقار نہیں رہتا۔ انبیاء علیہم السّلام کو اس ۔۔۔۔ حالت میں اپنے جذبات پر پورا قابو ہوتا ہے۔ طبیعت میں سکون اور حرکات میں وقار ہوتا ہے۔

۴۔ مجانین کی فرضی آوازیں اور نظارے عموماً یک طرفہ ہوتے ہیں۔ یعنی انکو ہمیشہ ایک ہی کان میں آواز آتی ہے۔ اور ایک ہی آنکھ نظارہ دیکھتی ہے۔ اسکی وجہ بھی جسمانی نقص ہوتا ہے یعنی ان کی آنکھ میں سفید داغ ہوتا ہے اور اندرونی کان میں خراش ہوتی رہتی ہے۔ پس اس وجہ سے انکو ایک طرف سے ہی دھوکہ لگتا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مجانین میں ہیلوسی نیشن کے پیدا ہونے کے لئے حواسِ ظاہری میں کوئی باریک نقص ہونا لازمی ہے۔
انبیاء علیہم السّلام کے متعلق کوئی خاص قاعدہ نہیں۔ دونو کان الہام کے الفاظ کو سُنتے اور دونو آنکھیں کشفی نظارہ کو دیکھتی ہیں۔ اُن کے چونکہ حواسِ ظاہری بالکل درست ہوتے ہیں۔ اس لئے انکی اس حالت کا کوئی مادّی خارجی محرّک نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ خالصاً روحانی کیفیت ہوتی ہے۔ جس کا احساس بغیر تجربہ کے ناممکن ہے۔

۵۔ گو دماغی ضعف دونو کو ہوتا ہے۔ مگر مجنون میں دماغی ضعف باعث ہوتا ہے۔ ان فرضی آوازوں کا۔ اور انبیاءؑ میں دماغی ضعف نتیجہ ہوتا ہے نزولِ الہام کا۔

۶۔ مجنون کو یقین ہوتا ہے کہ یہ آوازیں اور نظارے حقیقی ہیں۔ اسکے اپنے حواسِ ظاہری کی شہادت بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پورا اعتماد ہوتا ہے۔ اور اسکو یہ علم نہیں ہوتا کہ اسکے حواس کو دھوکہ لگ رہا ہے۔ اسلئے اسکی دوسری حسّیں اس فرضی نظارہ کی تردید نہیں کرتیں۔ پس ان کو بھی دھوکہ لگ جاتا ہے اور وہ آنکھ یا کان کی شہادت کی تصدیق کرتی ہیں۔ چنانچہ فرضی آواز کی طرف مجنون توجہ کرتا اور اسکی طرف دوڑتا ہے۔ فرضی نظاروں کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اگر ان آوازوں میں کوئی حُکم ہو۔ تو اس پر عمل کرتا ہے چنانچہ بعض مجانین اسی وجہ سے خودکشی کر لیتے ہیں۔ یا دوسروں کو قتل کر دیتے ہیں ؛

انبیاءؑ کو خوب علم ہوتا ہے کہ یہ آوازیں مادّی اسباب کا نتیجہ نہیں۔ مگر ان کو ساتھ ہی یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ یہ فرضی بھی نہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر ان الفاظ یا کشف میں کوئی پیشگوئی ہو تو خدا کا فعل اسکی تائید کرتا ہے ؛

۷۔ مجانین کی فرضی آوازیں۔ عموماً مدّہم اور دھیمی ہوتی ہیں۔ اگر بلند ہوں تو پھر وہ واضح نہیں ہوتیں۔ بلکہ شور و غل معلوم ہوتا ہے۔ اور اکثروں کی مجنوں کو سمجھ بھی نہیں آتی ؛

الہام کے الفاظ نہایت واضح اور شاندار ہوتے ہیں۔ آواز میں شوکت اور رُعب ہوتا ہے اور ساتھ ہی اس سے لذّت اور راحت بھی پیدا ہوتی ہے۔ مُلہم ان کو اچھی طرح سمجھ سکتا اور یاد کر سکتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو ایسا ہوتا ہے کہ ساتھ ساتھ کاتب کو لکھوا بھی سکتا ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ جب تک کاتب لکھ نہ لے نئے الفاظ نازل نہیں ہوتے۔ جس طرح کوئی بالا رادہ ہستی حالات کو مدِّنظر رکھ کر لکھوا رہی ہو ؛

۸۔ وہ مجانین جنکو انتہائی عصبی ضعف کے نتیجہ میں جنون ہو۔ انکے نظارے عموماً مزیدار اور پُرلطف ہوتے ہیں۔ مگر جوش اور ہیجان والے مجانین (مثلاً کثرت شراب نوشی کے باعث) کو خوفناک اور بھیانک نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ ان نظاروں میں نقل و حرکت عموماً بائیں سے دائیں کی طرف ہوتی ہے۔ انکا رنگ عموماً سیاہ۔ سفید۔ یا ہلکا آسمانی ہوتا ہے۔ سُرخ رنگ بہت کم ہوتا ہے۔ وہ عموماً رات کو نظر آتے ہیں۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ رات کو اندھیرے کی وجہ سے حواسِ ظاہری کی تیزی کم ہو جاتی ہے اور واہمہ کا قبضہ حواس پر جلدی ہو جاتا ہے۔ فضا میں سکون کی حالت ہوتی ہے۔ اس لئے نظارے جلدی نظر آ جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ مجنون کو ان فرضی نظاروں میں عموماً اپنی ہلاکت اور دشمن کی کامیابی کے منظر ہی نظر آتے ہیں ؛

انبیاء علیہم السلام کے کشوف عموماً شاندار اور پُرلطف ہوتے ہیں (سوائے انکے جن میں دشمن کی ہلاکت کا طریق دکھایا جائے۔ جو بھیانک اور خوفناک ہوتے ہیں) نقل و حرکت کے متعلق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی قاعدہ نہیں۔ رنگ ایسے شوخ چمکیلے اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ کہ اکثر ان میں سے لوگوں نے جسمانی آنکھوں سے کبھی دیکھے نہیں ہوتے۔ ان کے کشوف زیادہ تر دن کے وقت عین بیداری کی حالت میں ہوتے ہیں۔ یہ ایک امر ہے جو انبیاءؑ کے کشوف کو تمام ان نظاروں سے جو طبعی اسباب (جنون) کا نتیجہ ہوں ممتاز کرتا ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ انبیاء کے کشوف کے پیدا ہونے کا طریق بالکل الگ ہے۔ کیونکہ طبعی طور پر دن کو کشوف کے نظر آنے کا بہت کم احتمال ہے۔ کیونکہ اسوقت تمام طبعی اسباب اسکے مخالف ہوتے ہیں۔ مثلاً روشنی ہوتی ہے اور شور و غل ہوتا ہے۔ حواس ظاہری تیز ہوتے ہیں واہمہ کا قبضہ ان پر مشکل ہوتا ہے۔ اور پھر لطف یہ کہ اپنے کام کاج میں لگے ہوئے ان کو کشوف نظر آجاتے ہیں۔ جو طبعی طور پر ناممکن ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انبیاءؑ کے کشوف طبعی سبب سے بالا ہوتے ہیں اور خدائی تصرف کے ماتحت ان کا ظہور ہوتا ہے۔ انبیاءؑ کے کشوف میں اپنی کامیابی۔ اپنے مریدوں کی کامرانی اور دشمن کی ہلاکت اور بربادی کے منظر ہوتے ہیں۔ (مجنون میں اسکے بالکل برعکس ہوتا ہے)

۹- مجنون عام طور پر وہی نظارہ دیکھ سکتا ہے جو اس نے پہلے دیکھا ہوا ہو۔ خواہ کانشس طور پر یا بلا احساس کے۔ اور وہ صرف مادی اور مرئی چیزوں کو دیکھ سکتا ہے۔ نیز مجنون کو اپنے فرضی نظارہ کے علاوہ یعنی ارد گرد تمام جگہ اندھیرا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے فرضی نظارہ کے علاوہ اسوقت اور کچھ نہیں دیکھ سکتا۔

انبیاءؑ کے کشوف میں بعض ایسے وجود بھی نظر آجاتے ہیں۔ جن سے انکی جسمانی آنکھیں پہلے آشنا نہیں ہوتیں۔ مثلاً وہ بعض فوت شدہ بزرگوں سے روحانی ملاقات کر لیتے ہیں۔ پھر انبیاءؑ بعض غیر مرئی مخلوقات کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ مثلاً ملائکہ کو جو ان سے ہمکلام ہوتے ہیں اور انکو نئے نئے علوم سکھاتے۔ اور گذشتہ اور آئندہ کے متعلق خبریں دیتے ہیں۔ نیز کشف کے وقت انبیاءؑ کے دیگر حواس ظاہری کام کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ کام کاج میں لگے ہوئے بعض ایسے امور دیکھ لیتے ہیں جو دوسری جگہ پر ہو رہے ہوں۔ ان کو کشفی نظارہ کے علاوہ باقی جگہ اندھیرا نہیں معلوم ہوتا (مجنون کے برعکس) بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ ان کی جسمانی آنکھیں تو بدستور مادی اشیاء کو دیکھ رہی ہوتی ہیں اور روحانی آنکھوں سے کشف بھی نظر آرہا ہوتا ہے۔

۱۰- مجنون کو قوت شامہ کی ہیلوسی نیشن میں عموماً بدبو آتی ہے۔ مثلاً پاخانہ اور مردار کی بو۔ نیز ایسے مجانین میں عموماً خاص اعضاء کا کوئی نقص بھی ضرور ہوتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی اس غیر طبعی حالت کا سبب بھی جسمانی نقص ہوتا ہے۔ انبیاءؑ کو کشفی طور پر ہمیشہ بے نظیر خوشبوئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سونگھائی جاتی ہیں۔ اور وہ ایسی بھی ہوتی ہیں جن کا اس دنیا میں بھی انہوں نے مشاہدہ نہیں کیا ہوتا۔ نہ ہی ان کی اس کیفیت کا کوئی طبعی سبب (خاص اعضاء کا نقص) ہوتا ہے۔ بلکہ خالصاً "امر اللہ" کا مظاہرہ ہوتا ہے ؞

۱۱- بعض مجانین کو مُنہ میں کوئی چیز پڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ان کی یہ فرضی چیز ہمیشہ کڑوی اور بدمزہ ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کو پاگل خانہ کے کارکنوں نے زہر دے دیا ہے۔ یا ان کے کھانے میں دوائی ملائی گئی ہے۔ ان کی اس حالت کا بھی طبعی سبب ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے مجانین کا دہن میلا اور دانت غلیظ ہوتے ہیں۔ جو ان کی اس خاص ہیلوسی نیشن کا خارجی محرک ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السّلام کو جو کشفی طور پر کچھ کھلایا جاتا ہے۔ اسکا مادّی سبب مُنہ کی میل۔ دہن اور دانتوں کی غلاظت وغیرہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ایک خاص روحانی کیفیت ہوتی ہے جو طبعی سے بالا ہے۔ کھانا بدمزہ اور زہر ہونے کی بجائے ایسا مزیدار اور خوشبودار ہوتا ہے کہ دیکھنے سے ہی بھوک اُتر جائے۔ یہ رُوحانی مائدہ نہ صرف انبیاءؑ کو عطا ہوتا ہے بلکہ ان کی برکت سے ان کے خادموں کو بھی کھلایا جاتا ہے۔ اور اس میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ سچ مچ انسان سیر ہو جاتا ہے ؞

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک دفعہ حضرت علّامہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم رضؓ سبق پڑھ رہے تھے۔ اور کسی وجہ سے دوپہر کا کھانا کھانے نہ جاسکے۔ جب بھوک نے سخت تنگ کیا۔ تو فضل الٰہی سے رُوحانی مائدہ نازل ہُوا۔ جس کو آپؓ کھاکر خوب سیر ہو گئے۔ مگر ع

این سعادت بزور بازو نیست۔

۱۲- ان فرضی آوازوں اور نظاروں کے علاوہ مجانین کو ایک اور عارضہ بھی ہوتا ہے جو ان سے مشابہ ہے جس کو انگریزی میں علیوژن کہتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ مجنون حقیقی چیزوں کو بھی اور سمجھنے لگ جاتا ہے۔ مثلاً مجنون اگر مرد ہو تو وہ ڈاکٹر کو اپنا باپ خیال کرتا ہے۔ اگر عورت ہو تو وہ اسکو اپنا خاوند سمجھتی ہے۔ صاحب کشوف میں ایسی کوئی بات پیدا نہیں ہوتی ؞

۱۳- مجانین کی ہیلوسی نیشن کے طبعی اسباب کا نتیجہ ہونے کا ایک زبردست ثبوت یہ ہے کہ عمل مسمریزم کی طرح مجنون کو تعریض خارجی سے بھی ایسے نظارے دکھائے جاسکتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص مجنون کو کہے۔ "وہ دیکھو سانپ ہے"! تو اس کو واقعی سانپ نظر آنے لگ جائیگا جس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ خوف کھائیگا۔ یا کہو۔ "سنو باجہ بج رہا ہے" تو وہ اسکی فرضی سُر کے ساتھ ناچنے لگیگا۔ مگر صاحب الہام اور کشوف کے ساتھ ایسی بات ناممکن ہے۔ بلکہ اس کے بالکل برعکس یہ لطیف بات ہے کہ مجنون کو تو دوسرے لوگ اپنی قوّتِ ارادی کے تابع کرکے جس طرح چاہیں نظارے دکھاتے ہیں۔ مگر انبیاء میں ایسی قوّتِ قدسی کشش اور تاثیر ہوتی ہے۔ کہ وہ دوسروں کو پکڑ پکڑ کر اپنا ہم خیال بنا لیتے اور ان کو اپنے رنگ میں رنگین کر لیتے ہیں۔ جس کی برکت سے دوسرے لوگ بھی صاحبِ الہام اور کشوف بن جاتے ہیں۔ کیا ایسی جذب اور تاثیر مجنون میں پیدا ہو سکتی ہے۔ (فتدبّروا)

۱۴۔ مجنون کی فرضی آوازوں اور نظاروں کو کوئی عاقل و بالغ سُن یا دیکھ نہیں سکتا۔ ان باتوں کا وہ خود ہی مُدّعی ہوتا ہے۔ اور خود ہی شاہد۔ باقی تمام دُنیا اس کی تردید کرتی ہے +

انبیاء علیہم السّلام کے الہام اور کشوف میں بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کے خاص ارادہ اور حکمت کے ماتحت دوسرے لوگوں کو بھی شامل کر لیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ مُدّعی الہام کے بیان میں شک نہ کریں۔ مجنون کے لئے ناممکن ہے کہ وہ اپنا نظارہ دوسرے کو دکھا سکے +

۱۵۔ مجنون کی آوازوں اور نظاروں میں بعض دفعہ پیشگوئی کا رنگ ہوتا ہے۔ مگر ان میں کثرتِ اظہارِ غیب نہیں ہوتا نہ ہی تحدّی ہوتی ہے۔ اور کئی دفعہ وہ جھوٹی بھی نکلتی ہے۔ پھر اگر غیب کی خبر اس میں ہو۔ تو وہ ایسی ہوتی ہے جو قیاس سے بھی معلوم کی جا سکتی تھی +

انبیائؑ کے الہام اور کشوف میں شوکت ہوتی ہے۔ ان کی پیشگوئیوں میں تحدّی ہوتی ہے۔ کثرت سے اظہارِ غیب ہوتا ہے۔ اور ایک بھی جھوٹی نہیں نکلتی۔ خدا کا فعل ان کے قول کی تائید کرتا ہے۔ اپنی کامیابی کی کثرت سے بشارتیں ہوتی ہیں۔ اور دشمن کی ہلاکت کے انذاری منظر ہوتے ہیں۔ پھر ان کی پیشگوئیوں میں ایسے امور ہوتے ہیں۔ جن کے موجودہ حالات بالکل مخالف ہوتے ہیں۔ اور جن کو قیاس سے معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں معمولی آئندہ کی خبریں نہیں ہوتیں۔ بلکہ ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ جن میں قوموں کے تمدّن کے بدلنے اور حکومتوں کے اُلٹنے اور بادشاہوں کے تباہ و ذلیل ہونے کی خبریں ہوتی ہیں + ✣

✣ نوٹ :۔ اس بیان میں صرف وہ امور بتائے گئے ہیں۔ جن کا تعلق الہام اور کشوف سے ہے۔ ورنہ انبیائؑ اور مجانین کی دماغی حالت میں دیگر لحاظ سے بھی شدید اختلاف ہوتا ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انجیلی تعلیمات

عیسائیت کی مایہ ناز تعلیمات پر نظر

(نمبر ۳)

ساتویں انجیلی تعلیم

حضرت مسیح ایک اور عجیب تعلیم دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔
"اگر تیری داہنی آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے۔ تو اُسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے۔ کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے۔ اور تیرا سارا بدن جہنّم میں نہ ڈالا جائے۔ اور اگر تیرا داہنا ہاتھ تجھے ٹھوکر کھلائے۔ تو اُسکو کاٹ کر اپنے پاس سے پھینک دے۔ کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ جائے۔" متی ۵ / ۲۹ و ۳۰

اِس تعلیم سے یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے نزدیک اگر آنکھ انسان کی ٹھوکر کا موجب ہے تو اُس کا فرض ہے کہ وہ اپنی آنکھ نکال ڈالے۔ کیونکہ اُس کے گناہ کا علاج ہی یہی ہے۔ پھر اسی طرح اگر ہاتھ انسان کے لئے گناہ کا باعث بنتا ہے۔ تو وہ اپنے ہاتھ کو خنجر سے کاٹ ڈالے۔ کیونکہ وہ اگر ایسا نہیں کریگا۔ تو اُس گناہ کی وجہ سے اُس کا سارا بدن جہنّم میں جائیگا؛

اب کون ایسا انسان ہے جو کہہ سکتا ہو۔ کہ یہ انسانی ضروریات کے عین مطابق تعلیم ہے اور اگر اسی کے مطابق دنیا کا عمل شروع ہو جائے تو کیا مہینہ بھر میں ہی ہر شہر اور ہر قصبہ میں بیسیوں کانے اور سینکڑوں لولے لنجے پیدا نہیں ہو جائینگے؟ اور پھر کیا اُنکی تمدّنی اقتصادی قومی اور مذہبی زندگی میں رُکاوٹیں پیدا تو نہیں ہو جائینگی؟ یقیناً کانوں اور لنگڑوں کی جماعتیں بیکار ہو کر بھوکوں مرینگی۔ اور کوئی ایسا نہیں ہوگا۔ کہ جو اُن کا حال تک پوچھے۔ آہ گناہ بُری چیز ہے! اِس سے کسی طرح انکار نہیں۔ مگر بیچارا گنہگار کا یہ ہرگز علاج نہیں کہ اُسے اپنی آنکھ نکالنے یا ہاتھ اور پاؤں کاٹنے کی تلقین کی جائے۔ یہ اُس پر ظلم ہوگا۔

گناہ ایک ناپاک قلبی اثر کا نام ہے۔ اگر دل پاک ہے تو گناہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر دل ناپاک ہے تو لاکھ آنکھیں نکالو۔ کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوگا۔ پس یہ تعلیم جہاں گناہ کا علاج نہیں۔ اور جہاں اس سے گنہگار کی کوئی اصلاح پیدا نہیں ہو سکتی۔ وہاں اسکا اثر تمام ترقیات کے شعبوں پر پڑیگا۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُسے بکلی ناکارہ اور بیکار بنادیگا۔ قرآن مجید نے گناہ کا علاج توبہ قرار دیا ہے۔ جو قلبی تغیر اور صفائی باطن کا دوسرا نام ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ نبئی عبادی انی انا الغفور الرحیم۔ قرآن کہتا ہے کہ قل یٰعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسهم لا تقنطوا من رحمة اللہ۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ اور قرآن کہتا ہے کہ گنہگار کسی وقت اور کسی گھڑی بھی الٰہی دربار میں ندامت اور پشیمانی سے آجائے وہ خدائی دروازے کو ہاں وہ رحمت اور اُسکے فضل کے دروازوں کو ہمیشہ اپنے اوپر کھلا پائیگا۔ اور اپنے رب کو نہایت مہربان۔ پس آہ وہ گنہگار کا علاج ہے جو کہ صحیح اور درست علاج ہے۔ نہ کہ وہ ناقص اور پسندیدگی سے دُور علاج جس کا ذکر حضرت مسیحؑ نے انجیل میں فرمایا:

آٹھویں انجیلی تعلیم

ایک اور انجیلی تعلیم جو بعض نقائص اپنے اندر رکھتی ہے۔ یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں کو دُعا کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"جب تُو دُعا مانگے تو اپنی کوٹھڑی میں جا۔ اور دروازہ بند کرکے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دُعا مانگ۔ اِس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے۔ تجھے بدلا دیگا"۔ متی $\frac{6}{6}$

ابظاہری نظر سے دیکھنے والا انسان اس تعلیم کو نہایت کامل اور احسن سمجھ کر اسکی تعریف کریگا۔ اور کہیگا کہ کیا ہی خوب یہ تعلیم ہے کہ دُعا ہمیشہ پوشیدگی میں مانگو۔ مگر اُس تعریف کرنے والے کو کیا معلوم۔ کہ قرآن اس سے بھی اعلیٰ تعلیم دُنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور اگر اس تعلیم کو اسکے مقابل رکھا جائے۔ تو صاف طور پر نظر آجائیگا کہ انجیلی تعلیم گو ایک حد تک اچھی تعلیم ہے مگر قرآن کے مقابل ناقص اور کمزور صورت میں دکھائی دیتی ہے۔ چنانچہ قرآن ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ اپنی دُعا کو ہر ایک موقع پر پوشیدہ مت کرو بلکہ لوگوں کے روبرو اور اپنے بھائیوں کے مجمع کے ساتھ بھی دعا کیا کریں۔ تاکہ دُعا اگر خدا کے دربار میں قبولیت کا شرف حاصل کرے۔ تو اُس مجمع کے ایمان کی ترقی کا وہ موجب بنے۔ اور وہ جان لیں کہ اُن کا خدا کیسا قادر اور مہربان ہے جو دُعائیں سُن کر اُن کی حاجات پوری کرتا ہے۔ غرضیکہ انجیلی تعلیم دعا کو ہمیشہ پوشیدگی میں مقید کرتی تھی۔ مگر قرآن لوگوں کی بھلائی اور اُن کی ایمانی ترقی کے لئے لوگوں کے سامنے اور مجمع کے ساتھ دُعا مانگنے کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ کیونکہ پوشیدگی میں دُعا قبول ہونے والی ہماری ذات کو فائدہ پہنچا سکتی ہے اور ہمارے ذاتی ایمان کو بڑھا سکتی ہے۔ مگر اُس کا عوام پر کوئی گہرا اثر نہیں پڑ سکتا۔ جب تک کہ وہ خود بھی دُعاؤں میں شامل ہو کر قبولیتِ دُعا کے منتظر نہ ہوں۔ پس انجیلی تعلیم یہ نقص اپنے اندر رکھتی تھی جسکو قرآن نے آکر دور فرما دیا ❊

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نویں انجیلی تعلیم اسی طرح خیرات کے متعلق انجیلی تعلیم مکمل تعلیم نہیں ہے۔ کیونکہ وہ یہ تعلیم دیتی ہے کہ :-

"جب تُو خیرات کرے۔ تو جو تیرا داہنا ہاتھ کرتا ہے اُسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے۔ تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رہے۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلا دے گا" متی $\frac{6}{4}$

مگر قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ تم ہمیشہ اپنے نیک اعمال پوشیدگی میں نہ بجا لاؤ۔ بلکہ حسبِ مصلحت بعض موقعوں پر علانیہ نیکی کے کام کرو۔ کیونکہ بہت دفعہ پوشیدہ کرنا تمھارے نفس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ اور بہت دفعہ علانیہ نیکی کرنے میں لوگوں کا فائدہ مضمر ہوتا ہے۔ جب بہت سے کمزور لوگ اپنی ایمانی کمزوری کی وجہ سے ایک نیکی کے کام نہیں کر سکتے۔ تو وہ دوسرے کو وہی کام کرتے دیکھکر اپنے اندر ایک جرأت پاتے ہیں۔ جس سے آہستہ آہستہ وہ بھی علانیہ طور پر نیکی کے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ چونکہ علانیہ نیکی اور خیرات کرنے میں بھی فوائد ہیں۔ اور پوشیدہ کرنے میں بھی فوائد۔ اسلئے اسلام خیرات کو پوشیدگی میں ہی مقیّد نہیں کر دیتا کیونکہ اگر وہ انجیل کی طرح یہی تعلیم دیتا۔ تو بہت سے کمزور لوگ جب کسی کو علانیہ نیکی کرتے نہ دیکھتے تو وہ بھی سُست ہو کر ہمیشہ کے لئے نیکی سے محروم رہ جاتے۔ اور اسی طرح بہت سے ایسے لوگ جو نمونہ اور اُسوہ کے متلاشی ہوتے ہیں۔ جب کسی نیکی کے نمونہ اور اسوہ کو نہ پاتے۔ تو وہ بھی نیکی کے وجود کو ٹھکرا دیتے۔ اس صورت میں قرآن کا یہ نہایت حکیمانہ حکم ہے کہ کبھی سِرًّا خیرات کرو جب سِرًّا کرنا مفید ہو۔ اور کبھی علانیۃً خیرات کرو جبکہ علانیہ خیرات کرنا سود مند ہو۔ مگر انجیل نے صرف پوشیدگی میں خیرات کرنے کو محدود رکھکر بنی نوع انسان کے ایک کثیر حصّہ کو نیکی اور تقویٰ کے حصول سے ایک طرح محروم رکھتی ہے۔ اور یہ اسکے نقص پر مزید ثبوت ہے *

دسویں انجیلی تعلیم اسی طرح انجیل کی ایک اور تعلیم جو قرآنی تعلیم کے مقابل بالکل ناقص اور ادنیٰ دکھائی دیتی ہے یہ ہے کہ وہ انسان کو اس امر کی تلقین کرتی ہے۔ کہ وہ بُری خواہش سے کسی غیر عورت پر نگاہ مت ڈالیں۔ چنانچہ الفاظ حضرت مسیحؑ کے یہ ہیں کہ :-

"میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی۔ وہ اپنے دل میں اُسکے ساتھ زنا کر چکا" متی $\frac{5}{28}$

مگر قرآنی تعلیم اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔ وہ حضرت مسیحؑ کی طرح ہمیں یہ تعلیم نہیں دیتی کہ ہم صرف بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ مت ڈالیں۔ بلکہ وہ نیک دلی کے ساتھ بھی کسی غیر عورت پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نگاہ ڈالنے سے انسان کو روکتی اور منع کرتی ہے۔ اور وہ نصیحت کرتی ہے کہ ہمارے لئے بالکل یہ ناجائز امر ہے کہ ہم یہ سمجھ کر کہ ہمارے دل میں بدی کا کوئی خیال موجود نہیں۔ اپنی آنکھ کو اوپر اٹھائیں۔ اور غیر محرم عورت کا چہرہ دیکھنے کی خواہش کریں۔ کیونکہ وہ کہتی ہے کہ یہ سب ہمارے لئے ٹھوکر کی جگہیں ہیں۔ اور ایسا بالکل ممکن ہے کہ ہم نیک دلی کے ساتھ ایسی حرکت کے مرتکب ہوں۔ مگر جونہی کہ ہم نظر ڈال لیں۔ شیطانی وساوس ہمارے پاک خیالات میں گڑبڑ کردیں۔ اور تب ہمیں معلوم ہو۔ کہ ایک نظر بھر کر دیکھنا بھی ہمیں کیسی خطرناک زنجیروں میں جکڑ سکتا ہے۔ قرآن مجید کا یہ کیسا لطیف حکم ہے کہ قل للمؤمنین یغضّوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم۔ ذٰلك ازکٰی لھم ان اللہ خبیرٌ بما یصنعون۔ وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن۔ ولا یبدین زینتھنّ الّا ما ظھر منھا (پ۱۸ سورہ نور) پس حضرت مسیحؑ کا محض اتنی سی بات کی تعلیم دینا کہ بُری خواہش اور ناپاک ارادے کے ساتھ دوسری عورت کی طرف مت دیکھا جائے۔ دراصل یہ ظاہر کر رہا ہے کہ انسانی طبیعت کا صحیح مطالعہ نہیں کیا گیا۔ اور اگر صحیح مطالعہ کیا جاتا۔ تو کم از کم اِس امر سے تو آگاہ ہُوا جاتا۔ کہ کسی لالچ اور حرص کے ماتحت ہی انسان ہاں انسانوں میں سے بدبخت انسان اپنے ایمان کو ضائع کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور وہ لالچ اور حرص آخر جبھی پیدا ہوگی۔ کہ جب ایسی چیز کو دیکھا جائیگا۔ جس نے اُسکے جذبات کو مشتعل کر دیا۔ پس محض روئیت بھی ایسی چیز ہے جو اور زیادہ بدی کی طرف انسان کو بزور کھینچکر لے جاتی ہے۔ اور عقلمند انسان کا تو یہ کام ہے کہ وہ ہر ایسی چیز سے اجتناب اختیار کرے جو اُسے بدی کے زیادہ قریب اور نیکی سے زیادہ دُور کرے۔ اور اگر پہلا قدم ہی انسان کا بدی کی طرف اُٹھ جائیگا۔ تو لازماً دوسرا بھی اُٹھیگا اور تیسرا بھی۔ پس بدی کا دروازہ بند کرنے کے لئے آنکھوں کا نیچا رکھنا اور عمداً نامحرم کی طرف نہ دیکھنا نہایت ضروری امر ہے۔ جسکی اسلام نے کُھلے لفظوں میں تعلیم دی۔ اور جو اس تعلیم کی خوبی اور برتری کا بیّن ثبوت ہے ؞ (باقی آیندہ)

نبی کریم صلعم کے متعلق ایک انگریز کی رائے

"محمد صلعم کے فضائل نہایت پاکیزہ تھے اور اخلاق نہایت اعلیٰ تھے اُنکی سادگی اُنکی پرہیزگاری، کا تمام محققین کو اعتراف ہے۔ انہوں نے خدا کو وحدہٗ لاشریک بتلایا اور بُت پرستوں کو خدا پرست بنا دیا۔ ان کی سچائی اس سے ظاہر ہے کہ وہ مرتے دم تک اپنے اعلیٰ خیال پر مستقل طور پر قائم رہے۔ وہ نہایت رحم دل پیغمبر تھے۔ فتح مکہ کے بعد جب ظالم سرداران قریش آپؐ کے سامنے لائے گئے تو آپؐ نے کہا "تم نے جو کچھ ظلم وستم مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر کیئے ہیں میں اُنکو معاف کرتا ہوں جاؤ تم سب آزاد ہو" کسی قوم کی تاریخ میں عفو و کرم کی ایسی زبردست نظیر تلاش سے بھی دستیاب نہیں ہوسکتی ؞ (مسٹر آرتھر گلیمین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلعم کا رؤیا اور واقعہ حدیبیہ

یہ ثابت شدہ بات ہے کہ بعض انبیاء علیہم السّلام سے اپنی وحی اور الہام کے معنی سمجھنے میں اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے۔ جسکی کئی مثالیں موجود ہیں، ان میں سے ایک مثال آنحضرت صلعم کا وہ واقعہ ہے جو صُلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے جسکی تفصیل یوں ہے کہ حضورؐ نے ایک رؤیا دیکھا کہ ہم بحالت امن بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں (جس کا ذکر سورۃ حجرات میں آتا ہے) آپؐنے اسکے پورا ہونے کا زمانہ وہی سال رواں سمجھا چنانچہ اس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چودہ پندرہ سو کے قریب اصحاب کو ساتھ لیکر بقصد طواف بیت اللہ روانہ ہوئے، مگر کفار مکہ مانع آئے، اسلئے مجبوراً بے نیل مرام واپس آنا پڑا۔ جس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم نے غلطی سے اپنی رؤیا کے پورا ہونے کا زمانہ وہی سال سمجھ لیا تھا حالانکہ فی الحقیقت ایسا نہ تھا +

بعض مخالف کہا کرتے ہیں کہ حضورؐ نے یہ سفر کسی رؤیا کی بنا پر نہیں کیا تھا۔ بلکہ محض کفار مکہ کی حالت دیکھنے اور بیت اللہ کا طواف کرنے کے اشتیاق کی وجہ سے یہ سفر اختیار کیا تھا پس اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ انبیاءؑ سے اپنے الہام مطلب سمجھنے میں اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے غلط ہے۔

سو ذیل میں اس امر کا ثبوت دیا جاتا ہے کہ حضورؐ کا یہ سفر محض رؤیا کی بناء پر تھا نہ کسی اور وجہ سے۔

۱۔ ایک بھی ایسی حدیث یا معتبر قول نہیں ملتا جس سے یہ معلوم ہو کہ حضورؐ کے سفر کا باعث و محرک سوائے رؤیا کے کوئی امر تھا۔ اور اگر کہیں یہ لکھا ہو کہ عمرہ کرنے کا خیال اس سفر کا باعث ہوا تھا۔ تو اسکا منافی نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے۔ عمرہ کرنے کا خیال اس رؤیا کی بنا پر پیدا ہو۔ پس کوئی ایسا حوالہ چاہیئے۔ جس سے رؤیا کی نفی ثابت ہوتی ہو +

۲۔ صُلح حدیبیہ کے موقعہ پر کئی لوگوں کو ابتلاء آگیا حتّٰی کہ حضورؐ نے تین مرتبہ صحابہؓ کو حکم دیا کہ یہیں قربانیاں ذبح کر دو۔ مگر وہ جان نثار صحابی جو اپنی جان اور اپنے مال کو حضورؐ کے اشارہ پر قربان کر دیا کرتے تھے۔ بالکل خاموش بیٹھے رہے اور ایک بھی قربان کرنے کے لئے نہ اٹھا حالانکہ انہیں میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے +

اس سے صاف عیاں ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ کو یقین تھا کہ اس سال ہم بیت اللہ کا طواف کرینگے اور اسی لئے یہ سفر اختیار کیا تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ معاملہ برعکس نکلا ہے تو ان کے دلوں کو صدمہ پہنچا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ آنحضرتؐ کی رؤیا کیوں پوری نہیں ہوئی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو بھی یہ تردد ہُوا۔ کہ آنحضرتؐ نے جو رؤیا بیان کی تھی وہ کیوں پوری نہ ہوئی۔ نیز فتح الباری میں حضرت عمرؓ کے متعلق لکھا ہے قال عمر لقد دخلنی امرٌ عظیم .... کہ مجھے اس سے بڑی گھبراہٹ ہوئی اور معالم التنزیل میں ان کا یہ قول درج ہے ماشککت الا یومئذٍ کہ میں جب سے مسلمان ہُوا صرف اسی دن مجھے شک و تردد پیدا ہُوا۔ اسی لئے فرماتے ہیں فعملت لذالک اعمالاً کہ اس کے عوض میں نے کئی نیکیاں کیں ۔

۳۔ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب مدارج النبوت میں لکھتے ہیں "بداں کہ آنحضرت صلعم بعد از دیدن ایں خواب بتہیۂ اسباب سفر مشغول شد و یاران را خبر کرد کہ بعمرہ میروم"

۴۔ نیز لکھا ہے ان رسول اللہ صلعم رای فی المنام انہ دخل مکۃ ھو واصحابہ آمنین .... واخبر بذالک اصحابہ ففرحوا ثم اخبر اصحابہ انہ یرید الخروج للعمرۃ تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۱

۵۔ وکان المسلمون لا یشکون فی دخولھم مکۃ وطوافھم بالبیت ذالک العام للرؤیا التی راٰھا النبیؐ فلما رأو الصلح دخلھم من ذالک امرٌ عظیم (ایضاً ص ۵)

۶۔ تفسیر غایت البرہان صفحہ ۵۰۸ پر لکھا ہے۔ "چھٹے سال ہجرت میں آنحضرت صلعم نے خواب دیکھا کہ مکہ میں ہم عمرہ کے لئے گئے ہیں اور حلق کیا ہے۔ اور صحابہؓ سے فرمایا کہ تم داخل ہو گے مکہ میں امن والے ہو کر لیکن صحابہؓ قید استثنا جو متعلق با من تھی نہ سمجھے (اس لئے کفار کے مزاحم ہونے پر حضورؐ نے صلح کر لی اور سمجھے کہ اگر جنگ و جدال سے ہم مکہ میں داخل ہوئے تو یہ رؤیا کے منافی ہو گا کیونکہ رؤیا میں با امن داخل ہونے کی قید ہے پس اس سال ہمارا آجانا یہ اجتہادی غلطی تھی۔ اس کے لئے کوئی امن کا وقت مقدر ہے ناقل) .... پس خود صحابہؓ کے ساتھ سوائے شمشیر کے دوسرے ہتھیاروں کے بغیر مکہ کو روانہ ہوئے (جب کفار مزاحم ہوئے) تو حضورؐ نے فرمایا کہ عمرہ کے قصد پر آیا ہوں نہ کہ جنگ کے لئے۔ اور صلح اس پر ٹھہری .... کہ اگلے سال عمرے کی اجازت نبی کو ہو گی۔ جو تعبیر خواب کا منشاء تھا"

۷۔ مہلت یافتہ مکذب امرتسری اپنے اخبار اہلحدیث جلد ۱۷ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۲۰ء کے صفحہ ۲ پر لکھتا ہے۔ "کیونکہ اس کا سارا قصہ یوں ہے کہ فتح مکہ سے قبل آنحضرت صلعم کو خواب میں معلوم کرایا گیا۔ کہ ہم کعبہ شریف میں داخل ہو کر طواف کرتے ہیں۔ آپ نے شوق میں تیاری کر کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوچ کر دیا (عمرہ کا شوق رؤیا سے پیدا ہوا) مکہ کے قریب پہنچے، تو مکہ والوں نے روک دیا آخر مقام حدیبیہ کا عہد نامہ ہوا۔ ..... الخ پس آنحضرتؐ کا "رؤیا" دیکھنے کے معاً بعد مع کثیر التعداد صحابہؓ کے طواف کے لئے مکہ کو روانہ ہو جانا اور بغیر طواف کئے واپس لوٹنے پر تمام صحابہؓ کا ابتلاء میں آنا یہ قطعی ثبوت ہے - - - - - ..... اس امر کا کہ آنحضرت صلعم اور صحابہؓ بھی (آپ کے قول و فعل سے) رؤیا کے پورا ہونے کا وقت سال رواں ہی یقین کرتے تھے ؛

اور یہ کہنا کہ حدیبیہ پہنچکر حضورؐ نے وہ خواب دیکھا تھا نہ کہ مدینہ میں لہٰذا یہ خواب باعث سفر نہیں ہو سکتا۔ سراسر غلط ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حوالجات سے ظاہر ہے علاوہ ان کے مندرجہ ذیل حوالجات بھی ملاحظہ ہوں :-

(۱) ان رسول اللہ صلعم رئی فی المنام وھو بالمدینۃ قبل ان یخرج الی الحدیبیۃ انہ یدخل المسجد الحرام ھو واصحابہ اٰمنین تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۹۲

(۲) روی ان رسول اللہ صلعم رئی قبل خروجہ الی الحدیبیۃ انہ ھو واصحابہ قد دخلوا مکۃ اٰمنین مدارک التنزیل جلد ۳ صفحہ ۱۶۷ برحاشیہ خازن۔

(۳) انہ صلعم رئی قبل خروجہ الی الحدیبیۃ روح البیان جلد ۴ صفحہ ۳۵

(۴) انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رئی فی المنام قبل الحدیبیۃ جامع البیان صفحہ ۴۳۹

(۵) وھذہ الرؤیاء قبل خروجہ الی الحدیبیۃ وقال مجاھد کانت بالحدیبیۃ والاول ھو الاصح قنوی علی بیضاوی جلد ۶ صفحہ ۲۳

(۶) رئی قبل خروجہ الی الحدیبیۃ (ابو مسعود حاشیہ تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۵۷۵

(۷) ان النبی صلعم اُرِیَ فی المنام بالمدینۃ قبل ان یخرج الی الحدیبیۃ ..... الخ معالم التنزیل صفحہ ۸۳۴

(۸) رئی رسول اللہ صلعم فی المنام قبل خروجہ الی الحدیبیۃ..... وقیل رئی وھو فی الحدیبیۃ والاول اصح روح المعانی جلد ۸ صفحہ ۱۶۳

ان تمام حوالجات کے معنی صاف یہی ہیں کہ حضور صلعم کو یہ خواب مدینہ ہی میں آیا تھا اور اسی کی بنا پر حضورؐ نے یہ سفر اختیار کیا تھا۔ اور بعض مفسرین نے جو مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ مقام حدیبیہ پر حضورؐ نے خواب دیکھا تو خود مفسرین نے اس کی تغلیط کر دی ہے اور والاول اصح کہکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلی ہی بات کو اصح (صحیح ترین) قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت مجاہد کے متعلق ائمہ کرام کی رائے ملاحظہ ہو:۔

(۱) علامہ ابن حجر اپنی کتاب فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۸ صلہ ۱۲۱ میں ایک مسئلہ کے متعلق ان کی رائے نقل کرکے لکھتے ہیں۔ ھٰذہ ھفوۃ من مجاھد لانّ العلماء علیٰ خلافہٖ کہ مجاہد کی یہ بات غلط ہے کیونکہ دوسرے علماء اس کے خلاف ہیں (۲) اسی طرح ان کا ایک قول نقل کرکے علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں ھٰذہ ھفوۃ من ھفواتہٖ کہ "مجاہد کا یہ قول اسکی لغزشوں میں سے ایک لغزش ہے" (تفسیر اتقان جلد اوّل صلہ ۲۲ اُردو) اور اگر یہ قول صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو اسکی تاویل یوں ہو سکتی ہے کہ حضورؐ نے مدینہ میں خواب دیکھا اسکی بنا پر سفر اختیار کیا لیکن حدیبیہ پہنچکر مزید اطمینان و تسلّی کے لئے اللہ تعالیٰ نے دوبارہ رؤیا دکھا دی فلا تناقض۔ یاد رہے کہ انبیاءؑ کی رؤیا بھی بمنزلہ وحی ہی کے ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کا قول بخاری اور ترمذی میں درج ہے رؤیا الانبیاء وحی کہ انبیاءؑ کی رؤیا بھی وحی ہی ہوتی ہے نیز امام نووی شرح مُسلم میں لکھتے ہیں وکان الانبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیھم یوحیٰ الیھم فی مناھم کما یُوحیٰ الیھم فی الیقظۃ جلد دوم صفحہ ۲۴۲ کہ انبیاء علیہم السّلام کو جیسے بیداری میں وحی ہوتی ہے ایسے ہی انہیں نیند میں بھی وحی ہوتی ہے۔ اور شیخ ابن قیمؒ تحریر فرماتے ہیں ورؤیا الانبیاء وحی فانھا معصومۃ من الشیطان وھٰذا باتفاق الامۃ تفسیر منازل السائرین صلہ ۹ کہ انبیاء علیہم السّلام کی خواب بھی وحی ہی ہوتی ہے کیونکہ وہ بھی شیطان سے محفوظ ہوتی ہے اور اس پر تمام اُمّت کا اتفاق ہے*

خاکسار تاج الدین لائل پوری (مولوی فاضل) از قادیان

محشر خیز طغیانیاں

دریائے سندھ۔ کابل۔ جہلم۔ چناب اور راوی کی طوفان خیز طغیانیوں کے باعث صوبہ سرحد۔ سندھ اور پنجاب میں ہولناک تباہیاں اور بربادیاں ہوئی ہیں۔ ان سے کوئی متنفس متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ گاؤں کے گاؤں غرقاب ہوگئے ہیں۔ بے شمار مویشی بہ گئے ہیں۔ مکانات دھڑا دھڑ منہدم ہو رہے ہیں۔ ریلیں۔ ریلوے سٹیشن دفاتر۔ کوٹھیاں۔ گودام امواج آب کی نذر ہو رہے ہیں۔ بیشمار دیہات میں فصلوں کا نام نہیں رہا۔ شہر جہلم کو بیحد نقصان پہنچا ہے۔ ڈیرہ غازیخاں میں اتلاف جان بہت ہوا ہے۔ میانوالی نوشہرہ وغیرہ شہروں پر سخت آفت آگئی ہے۔ ہزارہا بندگان خدا بے زر بے گھر اور بے پر ہوگئے ہیں۔ لاکھوں روپے کے مالکان شبینہ تک کے محتاج ہوگئے ہیں۔ تار اور ڈاک کے سلسلہ میں بیحد مزاحمتیں پیدا ہوگئی ہیں۔ سرکاری بیانات مظہر ہیں۔ کہ اس نوعیت کا بلا انگیز طوفان ہندوستان میں کبھی نہیں آیا۔ اموال۔ متاع اور اجناس پر جو تباہی آئی ہے۔ اسکی تلافی کئی سال تک نہیں ہو سکتی

اس امر کی اشد ترین ضرورت ہے کہ ستم رسیدگان سیلاب کی امداد کیلئے ایک مستقل اور عالمگیر فنڈ کھولدیا جائے۔ اور ہر ہندوستانی اس فنڈ میں حسب مقدور چندہ دیکر اپنا ملکی۔ قومی۔ اخلاقی اور انسانی فرض ادا کرے* (وطن ۸ ستمبر ۱۹۲۹ء لاہور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باب کا جانشین

(گذشتہ سے پیوستہ)

صبح ازل کے ساتھیوں کا انجام

اب بابی لوگ دو پارٹیوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک تو صبح ازل کے ساتھ ہی رہے۔ خاص طور پر وہ لوگ جو باب کے وقت میں بھی بڑے بڑے شمار ہوتے تھے اور حروف حیّ یعنی ۱۹ خاص خاص اشخاص جن کو باب نے اپنے قرب میں بہت بڑا درجہ دیا ہوا تھا۔ اُن میں سے اکثر جو زندہ موجود تھے وہ صبح ازل کے ساتھ ہی رہے۔ اور دیگر بڑے بڑے بابی جو ایران میں تھے وہ بھی اسی کے ساتھ رہے۔ باقی بہاء اللہ کی طرف ہو گئے۔ گو دو تو علیحدہ علیحدہ کر دیئے گئے۔ مگر لڑائی پھر بھی بند نہ ہوئی۔ بہائیوں نے ازلیوں سے نہایت بُرا سلوک کیا۔ بعض کو ان لوگوں نے زہر دیکر ہلاک کر دیا۔ بعض کو خنجر سے مار دیا۔ مثلاً حاجی سید محمدؐ اصفہانی جس نے باب کی صحبت میں رہ کر تعلیم حاصل کی تھی اور باب کے خاص مریدوں میں سے ایک مرید تھا اسکو بہاء اللہ کے طرفداروں نے مار دیا۔ مرزا رضا قلی اور اس کا بھائی مرزا نصر اللہ۔ آغا جان بیگ کاشانی اور دیگر ازلی ایڈریانوپل اور عکہ میں خنجر سے اور زہر دیکر ہلاک کر دیئے۔ حروف حیّ میں سے ایک آقا سید علی عرب اور مُلّا رجب علی بہائیوں نے قتل کر دیئے۔ ایک کو تبریز میں دوسرے کو کربلا میں جان سے مار دیا۔ آقا سید علی کا بھائی آقا علی محمدؐ بغداد میں بہائیوں نے قتل کر دیا۔ اور اس طرح بڑے بڑے ازلیوں میں سے محض سید جوّاد کربلا میں بچ رہا اور خود صبح ازل بھی قتل ہونے سے بچ گیا۔ ممکن ہے اسکی جان لینے کی بھی بہائیوں نے کوشش کی ہو کیونکہ صبح ازل کو وہ دجّال یقین کرتے تھے چونکہ لکھا ہے کہ دجّال کا قتل آنے والے کے ہاتھ سے ہوگا۔ اس لئے کوشش تو ضرور کی ہوگی۔ مگر معلوم دیتا ہے ناکام ہی رہے۔ ہاں بہائیوں نے صبح ازل کی کتابوں پر۔ اور اُس کے سامان پر قبضہ کر لیا۔ کئی کتابیں ضائع کر دیں۔ کئی کتابوں کو پوشیدہ کر کے کہیں پر چھپا دیا اور اُن کتابوں میں جو پوشیدہ کی گئیں البیان کا نمبر سب سے اوّل ہے۔ بہائی اس کتاب کو نہ کسی کو دکھاتے ہیں اور نہ دیتے ہیں۔ اور نہ اسکو شائع کرتے ہیں۔ بلکہ نئے بہائیوں کو خود بھی تمام البیان دیکھنی کبھی نصیب نہیں ہوتی ہوگی مگر اس خاکسار نے باب کی پوری کی پوری البیان اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے جو کہ ابھی تک نا تمام ہی پڑی ہے۔ اور یہ نسخہ دستی لکھا ہوا ہے اور نہایت صحیح نسخہ ہے۔ اور بہاء اللہ کے خاص کتب خانہ کا نسخہ ہے۔ اور بڑی سعی و کوشش سے بہاء اللہ کے گھر ہی سے دستیاب ہوا ہے اس کتاب کو نہ دکھانے اور شائع نہ کرنیکی ایک وجہ تو ...... باب کی عجیب و غریب تعلیم ہے جس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمونہ ناظرین دیکھ چکے ہیں۔ اگر کسی کو زیادہ دیکھنا ہو۔ تو وہ قادیان جاکر البیان میں دیکھ سکتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بہائی نقطہ خیال سے وہ اب اس قابل نہیں رہی کہ کوئی اسکو پڑھے یا پڑھائے۔ وہ ایک بے فائدہ چیز ولی میں سے ایک چیز شمار کر لی گئی ہے۔ اور بے فائدہ چیز کو دیکھنا بھی بے فائدہ ہی ہے۔

صبح ازل کے آخری ایام

جب صبح ازل سائپرس میں نظر بند کر دیا گیا۔ اور اسکے بڑے بڑے مرید اور مددگار بہائیوں نے یا تو قتل کر دیئے یا زہر سے ہلاک کر دیئے گئے۔ دوسرے یوں بھی اسکے طرفدار کم ہوتے گئے۔ کیونکہ وہ باب کی تعلیم پر بابیوں کو کاربند رکھتا تھا۔ اور وہ تعلیم ایسی تھی کہ ناکام ثابت ہو چکی تھی۔ اور حد درجہ کی سختی اپنے اندر لئے ہوئے تھی۔ اور اسی تعلیم کی وجہ سے ہزاروں ایرانی اور بابی مارے گئے۔ اس لئے قدرتاً لوگوں کے دلوں میں اس تعلیم سے نفرت پیدا ہوتی گئی۔ اور اس کی جگہ جب جہاد سے برا۔ صلح عمومی کی تعلیم پیش کی گئی تو بابیوں نے آہستہ آہستہ صبح ازل کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس طرح صبح ازل آخر میں ایک ناکام شخص کی طرح زندگی کے دن گذار کر دوسرے جہان کو چل بسا۔ گو کہ وہ اپنے بڑے بھائی کے بعد مرا ہے۔ مگر بیرونی دنیا میں کوئی زیادہ شہرت حاصل نہ کر سکا۔ ہمیشہ بیچارے نے جب سے ہوش سنبھالا۔ اپنے مرشد باب کی وجہ سے تکالیف ہی اٹھائیں۔ قید یہ ہوا۔ جلاوطنی اس نے اختیار کی۔ فقیری لباس اس نے زیب تن کیا اور عمر بھر اسکو اپنے جسم سے نہ اُتارا۔ دنیا اس نے چھوڑ دی۔ گو وہ باب کا خلیفہ اور جانشین بنا دیا گیا تھا۔ مگر اسکے بڑے بھائی نے یہ مرتبہ بھی اس سے چھین لیا۔ اور اسکے مددگاروں اور بڑے بڑے مریدوں کو اسکے بھائی کے مریدوں نے مار دیا۔ اس سے نہایت بُرا سلوک کیا۔ دنیا کا سب سے بُرا انسان۔ لالچی۔ نفس پرست۔ ریاست و وجاہت کا طالب۔ ناتجربہ کار۔ ڈرپوک۔ ناعاقبت اندیش۔ شیر خوار بچہ۔ جنونی خیالات رکھنے والا۔ مغرور۔ حرص و طمع کی آگ سے جلنے والا وغیرہ وغیرہ الفاظ اسکے متعلق اسکے بڑے بھائی بہاء اللہ اور اسکے بیٹے نے استعمال کیئے ہیں۔ اور اسی شخص کو مسیح الدجال بھی اہل بہا خیال کرتے ہیں ÷

چند سوالات

اگر ۔۔۔۔ بہاء اللہ کا حقیقی بھائی ۔۔۔ اور باب کا حقیقی خلیفہ اور جانشین ہی وہ دجال ہے جس کے متعلق رسول کریم نے فرمایا ہے کہ "آدم کی پیدائش اور قیامت کے درمیان کوئی خلق ایسی نہیں جو فتنہ کی رو سے دجال سے بڑی ہو" (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۹) دوسری جگہ فرمایا ہے "کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو" اگر یہی صبح ازل اور "حضرت وحید" ہی وہ شخص واحد ہے۔ جس سے تمام انبیاء ڈراتے آئے ہیں۔ اور جس کا فتنہ آدم سے لیکر اسوقت تک سب سے بڑا ہے تو حیرت ہی ہوتی ہے۔ اور شائد اہل بہا اب دل میں یہ کہتے ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے کاش وہ...... بہاء اللہ کا حقیقی بھائی نہ ہوتا۔ اے کاش...... بہاء اللہ کی حقیقی ماں اسکو پرورش نہ کرتی۔ وہ بیچاری تیار نہ تھی۔ اور نہ چاہتی تھی کہ اس کی پرورش کرے۔ اسکو تو اس کی پیدائش سے ہی نفرت تھی۔ اس نے توجہ ہی نہ دی تھی کہ اس کی دیکھ بھال کرے۔ مگر کیا کرے۔ رسول کریم صلعم اور حضرت علیؓ نے آکر خواب میں بشارت دی۔ اور حکم دیا کہ اس کی پرورش کرے۔ تب جاکر بہاء اللہ کی والدہ ماجدہ نے اس کو اچھی طرح پرورش کرنا شروع کیا۔ بہتر ہوتا وہ رسول کریم صلعم کے حکم کو ٹال دیتی۔ اور اپنے خواب کے برخلاف اس کا گلا گھونٹ دیتی تاکہ وہ اسکے اپنے بیٹے کی مخالفت بڑا ہو کر نہ کرتا عجیب ہی بات معلوم ہوتی ہے۔ ایک طرف فرماتے ہیں کہ اس کا فتنہ سب سے بڑا فتنہ ہے۔ مگر خواب میں اسکے متعلق بشارت دیتے ہیں۔ پھر ناظرین رسالہ اس بات کو بھی سوچیں۔ خود بہاء اللہ اسکی پرورش کرتا ہے۔ اسکو تعلیم دیتا ہے۔ کیا اسی لئے کہ ایک دن آئے اور دجّال کہلائے؟ کیا اسی لئے دجّال کو اپنے گھر میں کھلاتا اور پرورش کرتا رہا کہ اس نے بڑا ہو کر اسکی مخالفت کرکے دجّال بننا ہے؟ پھر ایک وقت آیا اور بابی تاریخ میں بہت بڑا وقت تھا۔ جبکہ باب نے اسکو اپنا جانشین منتخب کر لیا۔ اسوقت بہاء اللہ موجود تھا۔ اور صبح ازل اور جناب باب دونوں سے عمر میں بڑا تھا۔ باب کو معلوم تھا کہ وہ صبح ازل کا بڑا بھائی ہے۔ مگر اسکو چھوڑ دیا۔ اگر کسی کو خلیفہ بنایا تو اسی "دجّال موعود" کو۔ ایسے شخص کو منہ لگایا ایسے شخص کو اپنے قرب میں جگہ دی۔ ایسے شخص کے نام وصیّت لکھی۔ ایسے شخص کے پاس اپنی متبرّک اشیاء روانہ کیں۔ ایسے شخص کو اپنی شریعت کی کتاب مکمّل کرنے کا حکم دیا جسکے متعلّق رسول کریمؐ نے فرمایا کہ فتنہ کی رُو سے تمام جہان سے بڑا ہے۔ کیا یہ اس مہدی کی شان کے مناسب بات تھی۔ کہ آدم سے لیکر نبی کریم صلعم تک سب نبی تو اپنی قوم کو اس شخص سے ڈراتے رہے ہوں۔ مگر اہل بہا کا مہدی اسکو اپنا جانشین بناتا ہے۔ اور اسکو صداقت کی راہ پر قائم ہونا بیان کرتا ہے۔ اپنی مُہر اسکے ہاتھ میں دیتا ہے اپنے مُریدوں کو ڈرانے کی بجائے اسکی متابعت کا حکم دیتا ہے۔ اور ان متابعت کرنے والوں میں بہاء اللہ بھی کسی سے پیچھے نہ رہا۔ اگر یہی دجّال تھا۔ تو باب کو تو چاہئیے تھا۔ کہ فوراً ہی لوگوں کو بتلا دیتا۔ کہ یہ دیکھو دجّال جاتا ہے۔ اور جہاں ہزاروں ایرانیوں کو بابیوں نے قتل کیا۔ کوئی اس کا نچلا مُرید اسکو بھی قتل کر دیتا اور بہتر ہوتا بہاء اللہ خود ہی اپنے ہاتھوں سے اسے قتل کر دیتا۔ مگر نہیں ایسا نہیں ہُوا۔ اگر ہُوا تو یہ ہُوا۔ کہ باب نے اُسے اپنا جانشین اپنی زندگی میں اسکے بڑے بھائی کی موجودگی میں مقرر کر دیا۔ اور قتل کرنے کی بجائے اسکو اپنی جان کی حفاظت کا خاص حکم دیا۔ اور اس نے بابی تاریخ میں وہ پارٹ ادا کیا کہ بابی تاریخ نامکمّل رہیگی اگر اس کا ذکر نہ کیا جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیساکہ اب اہل بہا کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تاریخ جدید اور مقالہ سیاح میں اس کا حال چھوڑ دیا گیا ہے اگر کہیں ذکر بھی آیا تو نہایت بُری تصویر میں پیش کیا ہے۔ دنیا میں ہزاروں بچے پیدا ہوئے اور مر کھپ گئے۔ دنیا میں ہزاروں آدمی پیدا ہوئے۔ اور اپنا اپنا وقت پورا کر کے چل بسے۔ مگر تاریخ کے اوراق اس قسم کی نادر مثال لانے سے یکسر قاصر ہیں اور قاصر رہیں گے۔ کہ ایک شریعت لانے کے مدّعی کا خلیفہ اور جانشین دجّال ہو۔ دنیا کے بدترین سے بدترین انسانوں میں سے ایک انسان کو اتنے بڑے مقام کے مُدّعی نے اپنا جانشین خود بنایا ہو۔ جسکے مقام کے متعلق جناب بہاءاللہ نے فرمایا ہے کہ تمام انبیاء بھی جموعی طور پر ملکر اس کے مقام تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔ اتنے بڑے مقام کا مدعی۔ اور خلیفہ کا یہ حال ہو کہ وہ دجّال کہلائے اور دجّال بھی ایسا کہ اہل بہا کا بیان کردہ مسیح اسکی تابعداری۔ اسکی خدمت اسکی خلافت کے ابتدائی ایّام میں دل سے کرتا رہا ہو۔ کیا خوب مہدی اور کیا اچھا مسیح ہے کہ ایک تو دجّال کی تابعداری کا حکم دیتا ہے۔ دوسرا اس حکم کو بجا لاتا ہے۔ کوئی نہیں کہتا۔ دُہائی خدا کی کہ کیوں ایسا کام کیا جاتا ہے۔ اگر جناب باب پر خدا کی آیات کا نزول ہوتا تھا۔ اگر جناب باب خود ہی آیات نازل کرتا تھا تو کیا یہ بات بہتر نہ تھی کہ ایک آیت اس مطلب کی بھی نازل کر دیتا کہ صبح ازل۔ بہاءاللہ کا حقیقی بھائی دجّال ہوگا۔ اور بہاءاللہ مسیح ہوگا۔ اگر ۔ ۔ ۔ بہاءاللہ نے ہی مسیح ہونا تھا یا اس شخص نے ہونا تھا۔ جسکے فراق میں ۔ ۔ ۔ باب دن رات مغموم رہتا تھا۔ جسکی مدح میں اس نے مناجاتیں لکھیں۔ جسکے لئے وہ اپنی جان تک دینے پر تیار رہتا تھا۔ جسکی شان میں۔ جس کی حمد و ثناء میں وہ دن رات گیت گاتا رہتا تھا۔ تو وہ تو موجود تھا۔ اور اس سے دو برس بڑا تھا۔ اور اسکے کئی خط بھی باب کے پاس آ چکے تھے۔ تو کیا یہ بات بہتر نہ ہوتی کہ دوڑا ہوا آتا اپنے سر کو اسکے قدموں پر رکھ کر اسکی اُنگلیوں کو بوسہ دیتا۔ ہاتھ باندھکر۔ دم بخود ہوکر۔ سر اور آنکھوں کو اسکے قدموں کی جانب جھکا کر ایک طرف کھڑا ہو جاتا۔ اور کہتا۔ اے میرے معبود و مقصود آج میں نے تجھے پا لیا۔ آج میری مراد بر آئی۔ آج کے دن تیرا دیدار خدا کا دیدار ہے۔ آج کے دن تیرا حکم۔ خدا کا حکم ہے۔ میرے البیان کا تُو نازل کرنیوالا ہے۔ میرا خدا تیرے سوا کوئی اور خدا نہیں۔ تُو ہی ہے جس نے طُور پر موسیٰ سے ہمکلامی کی تھی۔ تو ہی ہے جسکا ذکر قرآن میں ہے کہ اسکا دیدار قیامت کے روز ہوگا۔ تو ہی ہے جسکا ذکر حدیث رسول کریمؐ میں ہے کہ لوگ اپنے ربّ کو قیامت کے روز اس طرح دیکھینگے جس طرح چودھویں رات کے چاند کو ہم دیکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف اسکے چھوٹے بھائی کے متعلق زبان کشائی فرماتے۔ اے میرے مریدو آؤ۔ آؤ۔ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں۔ آؤ۔ آؤ میں تم کو دکھلاتا ہوں۔ یہی وہ شخص ہے جو کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دجّال اکبر کے مقام پر کھڑا ہوگا۔ اس سے ڈرنا۔ اس سے دُور بھاگنا۔ اس کے کبھی نزدیک نہ آنا۔ یہی دجّال ہے۔ یہی دجّال ہے۔ تم میں سے کوئی اسکو قتل نہیں کرسکتا۔ تم میں سے کوئی اسکو ہلاک نہیں کرسکتا۔ یہ مسیح کے ہاتھ سے قتل کیا جاویگا۔ دیکھنا دیکھنا۔ اسکا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ یہ دنیا میں آگ لگانے کے لیئے پیدا ہوا ہے۔ گو کہ رشتہ میں میرے معبود و مقصود کا حقیقی بھائی ہے۔ مگر فتنہ میں آدم کی پیدائش سے اس وقت تک اس کا کوئی ثانی نہیں۔ مگر ہوا کیا۔ اس کے قریب قریب اُلٹ ہی ہوا۔ بہاء اللہ کو پوچھا تک بھی نہیں کہ تو کس باغ کی مولی ہے۔ اسکے بھائی کو اپنا جانشین مقرر کردیا۔ اور بہاء اللہ مُنہ دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا۔ اور اس جانشین نے نہایت ایمانداری سے بابیت کی حمائت کی۔ نہایت ہی نفس کُشی سے اپنے آقا کا حکم بجالایا۔ اس نے کبھی دُنیا اور اسکی دلچسپیوں میں حصّہ نہ لیا۔ اس نے کبھی مال و دولت کی طرف نگاہ بھی نہ کی۔ وہ بُرائی کا طالب نہ تھا۔ وہ ریاست و وجاہت کا خواہشمند نہ تھا۔ وہ تو ایک تارک دنیا انسان تھا۔ اس نے بابی شریعت کی حدود کے اندر رہ کر کوئی ایسی بات نہ کی جو کہ بابی شریعت کے مطابق ناجائز ہو یا بُری ہو۔ کیا کوئی بہائی بتا سکتا ہے کہ اس میں یہ یہ بُرائیاں موجود تھیں۔ یہ یہ عیب اس میں موجود تھے۔ فلاں فلاں غیر واجب کام اس سے سرزد ہوتے رہے ہیں۔ سوائے اسکے کہ اس نے اپنے بھائی ۔۔۔۔ بہاء اللہ کے دعوے کو ماننے سے انکار کیا۔ اور وہ مان بھی کیسے سکتا تھا۔ جبکہ اسکے بھائی کے پیرو مُرشد نے اسکو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور البیان کی حفاظت کرنیکا حکم دیا۔ اور وہ حکم بھی باب کے بیان کے مطابق خدا کی طرف سے تھا۔ اور دوسرے اس کے بھائی نے بابی شریعت کو جڑ سے کاٹ کر پرے پھینک دیا۔ اسکو ایک بے فائدہ چیز قرار دیکر چھپا دیا۔ اسکے نئے حکموں کو حرف غلط کی طرح مٹا کر رکھدیا۔ بھلا ایسے آدمی کو وہ کیسے مان سکتا تھا۔ جس کا دعویٰ خدائی کا ہو۔ اُلوہیّت کا ہو۔ مخلوق کو پیدا کرنے کا ہو۔ اور اسکو حضرت علیؓ کی روایت شائد یاد ہو۔ جس میں دجّال کی بابت لکھا ہے۔ کہ دجّال آواز نکالے گا۔ جو زمین کے دونو کناروں تک سُنائی دیگی۔ وہ آواز یہ ہوگی۔ کہ اے پیارو! اے دوستو! میرے پاس آؤ۔ اور کہیگا فانا الذی خلق فسوی۔ والذی قدّر فھدی وانا ربکم الاعلیٰ یعنی میں وہ ہوں جس نے پیدا کرکے ٹھیک ٹھاک کیا۔ جس نے اندازہ کرکے ہدایت کی راہ بتلائی۔ میں ہی تمھارا ربّ اعلیٰ ہوں‘‘ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۶ و ۲۶۷ اور شائد وہ یہ بھی جانتا ہو۔ کہ دجّال کے متعلق آیا ہے کہ وہ مسیح سے پہلے ہوگا۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۱) پھر شائد یہ بھی جانتا ہو کہ دجّال کے متعلق آیا ہے کہ وہ ملک شام میں قتل کیا جاویگا (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۶ و ۲۶۷) اور شام کے علاقہ فلسطین میں بھی اسکے بھائی نے اس سے پہلے وفات پائی۔ مگر وہ ان باتوں پہ بھی صبر کرتا رہا۔ کبھی اپنے بھائی کو دجّال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرار نہیں دیا۔ اور پھر اس کا حوصلہ دیکھئے۔ کوئی تکلیف اس نے ----- بہاء اللہ یا اسکے مریدوں کو نہ دی۔ مگر اسکے خلاف اسکے بھائی نے اس کا بائیکاٹ کر دیا۔ کھانا تک اس کا بند کر دیا۔ اسکے مریدوں اسکے مددگاروں کو بہائیوں نے ہلاک کر دیا۔ اور وہ بیچارا قسمت کا مارا تمام عمر اپنی تقدیر کو روتا رہا۔ پھر بھی ان باتوں کے باوجود دجّال کا لقب ملا۔ کوئی فتنہ بابی نقطہ نگہ سے اس نے پیدا نہیں کیا۔ کوئی شرارت اس نے نہیں کی۔ کوئی بُرائی اس میں موجود نہ تھی۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنے مقام پر قائم رہا۔ جس پر کہ اس کا پیر سید علی محمد باب قائم کر گیا تھا۔ اور اس کی وجہ سے اس نے تکالیف اٹھائی ؂؂ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سُنیں تو شاید درست ہوتا۔ اگر وہ بہاء اللہ کی طرح یہ کہہ دیتا۔ کہ پرندوں کو اپنے آشیانوں میں۔ درندوں کو اپنے بھٹوں میں رات بسر کرنے کو جگہ مل جاتی ہے۔ مگر مجھے سر چھپانے کو بھی ٹھکانا نہیں ہے تو بہاء اللہ کی نسبت اسپر یہ بات زیادہ صادق آتی۔ کیونکہ اس نے اپنے بھائی سے زیادہ تکالیف اٹھائیں۔ اپنے بھائی سے زیادہ ترک دنیا کا ثبوت دیا۔ اور آخر عمر میں بھی تکالیف اٹھاتا رہا۔ مُرید اس کے مارے گئے۔ دوست اسکے جُدا کر دیئے گئے۔ کوئی ہمدرد اور ساتھی اس کا باقی نہ چھوڑا۔ اِدھر بہاء اللہ کچھ عرصہ کی نظربندی کے بعد عکہ میں آزاد کر دیا گیا۔ اس نے بہجہ میں ایک عالیشان قصر تعمیر کرایا۔ جسکے متعلق بعض بہائی یہاں تک بیان کرتے ہیں کہ اسکے اتنے کمرے ہیں کہ جن کی تعداد سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔ باغات لگائے۔ مالی نوکر رکھے۔ عربی نسل کے گھوڑے ہر وقت سیر کے لئے تیار رہتے تھے۔ بڑے بڑے قیمتی قالینوں کا فرش اس قصر میں بچھا رہتا تھا مُریدوں سے اُن کے مال کا اُنیسواں [19] حصّہ آتا تھا۔ اور وہ بڑے آرام سے اپنی زندگی کے آخری ایام کاٹ کر دوسرے جہان کو چل بسا ؁

بہاء اللہ نے ایک طویل خط شاہ ایران کے نام لکھا ہے۔ اسکی عبارت آرائی میں کوئی شک نہیں جذبات کو عجیب الفاظ میں اُبھارا ہے اور اپنی صداقت کی دلیل اور زبردست دلیل گردانا ہے اور بابیوں کا اسکی خاطر جانیں دینا بیان کیا ہے۔ --- مگر یہ غلط ہے بابیوں نے بہاء اللہ کی خاطر جانیں نہیں دیں۔ بابیوں نے بغاوت کی۔ لڑائیاں لڑے۔ ایرانیوں کو مارا۔ اور کثرت سے مارا۔ آپ بھی مرے اور بہت مرے۔ اُن کو یہ خیال تھا کہ ایرانی حکومت کا تختہ ہم اب اُلٹ ہی دینگے۔ اور پھر اگر زیادہ تعداد میں بلا لڑے مارے گئے۔ تو وہ باب کے قتل کے بعد جبکہ شاہ ایران کی جان لینے کی بابیوں نے کوشش کی تھی۔ اسکے بدلے میں بابی مارے گئے اور بڑی کثرت سے مارے گئے۔ مگر وہ کون تھے؟ اِسی صبح ازل کے تابعدار۔ اسی دجّال موعود کے ماننے والے مارے گئے۔ وہ جانتے بھی نہ تھے کہ مرزا حسین صاحب کس مقام کے مدعی ہیں یا ہونے والے ہیں۔ وہ سب کے سب اسی دجّال کے پیرو۔ اسی کے مُرید۔ اسی کے تابعدار تھے۔ سو اگر کسی کے مرید کو

؂؂ اگر وہ بہاء اللہ کی طرح یہ کہہ دیتا کہ میں نے خدا پرستی کے لئے خدا کے نئے دین کے لئے ایسی تکالیف اُٹھائی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے پیر کی خاطر جانیں فدا کرنا کسی کی صداقت کی بہت زبردست دلیل ہو سکتی ہے تو میں کہونگا وہ اس "دجال" کی صداقت کی ہونی چاہیئے جسکے اتنے مُرید ایران میں مارے گئے اور پھر باقی ماندہ ... بہاء اللہ کے مُریدوں نے ہلاک کر دیئے۔ کیا کوئی بہائی ہے جو اسپر غور کرے؟

جناب بہاء اللہ کی وصیت

یہ امر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ اس جگہ ایک اور وصیت کا بھی ذکر کر دیا جائے بہاء اللہ نے بھی جناب باب کی طرح ایک وصیت لکھی۔ ایک صندوق میں مُہر لگا کر بند کر دی۔ جب آپکی وفات ہو گئی۔ بکس کھولا گیا۔ ایک وصیت اس میں سے سب کے روبرو نکالی گئی۔ لوگوں کے سامنے پڑھی گئی۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ میری وفات کے بعد میرا جانشین میرا بڑا بیٹا عبد البہاء عباس آفندی ہو اور اُسکی وفات کے بعد اسکا چھوٹا بھائی ... مرزا محمد علی ... ہو۔ وصیت پر عمل کیا گیا۔ عبد البہاء کو تخت خلافت پر بٹھا دیا گیا۔ اور تمام بہائی دنیا نے اُسکو خلیفہ مان لیا۔ جب وہ خلیفہ مان لیا گیا۔ انہوں نے کیا کام کیا۔ آہستہ آہستہ اپنے چھوٹے بھائی کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرتے رہے۔ اور پھر ایک وقت آیا۔ کہ دونوں میں لڑائی ہو پڑی۔ بہاء اللہ کے گھر بار پر۔ کتابوں پر۔ مال و دولت پر۔ اور اسکی قبر پر محمد علی صاحب نے قبضہ کر لیا۔ اور عبد البہاء کو بیچارہ عکہ چھوڑ کر حیفہ میں سکونت اختیار کرنی پڑی۔ انہوں نے بھی بدلہ لیا اور خوب بدلہ لیا۔ جب عبد البہاء عباس آفندی کی وفات کا وقت قریب آیا تو بجائے اپنے باپ کی وصیت پر عمل کرنے کے بالکل اسکے خلاف کارروائی کی۔ یعنی اپنے چھوٹے بھائی کو چھوڑ دیا۔ اس کا نام بھی نہ لیا۔ یہ بھی خیال نہ کیا۔ کہ میرا باپ دوسرے جہان میں کیا خیال کریگا۔ اس نے اپنے نواسے کو خلیفہ بنا دیا۔ چونکہ اس کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ ہمیشہ کے لئے اپنے بھائی اور اس کی اولاد کو خلافت سے محروم کر دیا۔ وہ بھی نچلا بیٹھنے والا نہیں تھا۔ اس نے بھی بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ اب اسکے بھی طرفدار پیدا ہو گئے ہیں۔۔۔ چنانچہ بہاء اللہ کی وحی کے کاتب اسکے طرفدار ہیں۔ انہوں نے بھی کئی ایک رسالے لکھے ہیں۔ وہ قادیان میں موجود ہیں۔ اور محمد علی صاحب ابتک زندہ موجود ہیں۔ اگر کسی صاحب نے اصل وصیت دیکھنی ہو۔ وہ ہر اس بہائی کے پاس جا کر کتاب اقدس میں دیکھ سکتا ہے جسکے پاس وہ کتاب ہو ورنہ قادیان جائے اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لے میں نے خود دیکھی ہے۔ پڑھی ہے اور سنی ہے۔ ناظرین اہل بہاء جناب بہاء اللہ کی ہر تحریر کو خدا کی طرف سے اور خدا کا کلام خیال کرتے ہیں۔ اور وہ وصیت بھی خدا کی طرف سے ہی سمجھتے ہیں۔ مگر اُلٹ بالکل اُلٹ اسکے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ بہاء اللہ نے اپنے مُرشد کی وصیت سے ایسا سلوک کیا۔ جس کی اسکو توقع نہ تھی تو ضرور تھا کہ اسکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت سے بھی اسی قسم کا سلوک ہوتا۔ وہ اسکے اپنے بڑے بیٹے نے کیا۔ اور بھی کئی باتوں میں اسکے بڑے بیٹے نے باپ سے اختلاف کیا۔ مثلاً کتاب اقدس میں حکم ہے کہ باپ کی جورو تم پر حرام ہے۔ اور کوئی عورت حرام قرار نہیں دی۔ خواہ بہن ہو یا بیٹی۔ مگر عبد البہاء نے نز دیکیوں میں رشتہ منع فرمایا ہے۔ سنا ہے محمد علی پسر بہاء اللہ اس حکم کے مطابق بہن اور بیٹی سے شادی جائز خیال کرتا ہے۔ جناب باب نے اور پھر جناب بہاء اللہ نے قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیدیا۔ مگر اس کا بیٹا مسلمانوں کے روزے رکھتا رہا۔ مسلمانوں کے ساتھ ملکر نماز جمعہ ادا کرتا رہا۔ منسوخ شدہ شریعت کی کتاب کا درس دیتا رہا۔ ہاں کبھی جناب باب کی شریعت کی کتاب کا درس نہ دیا۔ اور یہ بھی ایسی مثال ہے کہ تاریخ اس قسم کی مثال اپنے صفحات میں پیش نہیں کر سکتی۔ کہ کسی موعود کے خلیفہ اور جانشین نے منسوخ شدہ شریعت پر عمل کیا ہو۔ جب ابھی سے یہ حالت ہے تو آئندہ خدا جانے کہ آئندہ آنیوالے اس کی شریعت سے کیا سلوک کریں۔ خیر جناب بہاء اللہ کو بدلہ ملا اور خوب بدلہ ملا۔ جیسا اس نے اپنے مرشد کی تعلیم کو اڑایا ویسے ہی اس کی تعلیم کو اڑانے والے پیدا ہو گئے۔ اور آئندہ ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ؎

(محمد صدیق احمدی سنوری)

بہائی شریعت کے ناقابل عمل احکام

بہائی قوم۔ کتاب اقدس پر عمل پیرا ہونے سے قاصر ہو چکی ہے۔ اور بہائی شریعت پر عمل نہ ہو سکنا۔ خود اہل بہاء بھی مانتے ہیں۔ مانتے ہی نہیں بلکہ در حقیقت اپنی شریعت پر عمل کرنا از قبیل محال جانتے ہیں۔ چنانچہ بہائی شریعت حکم دیتی ہے کہ غیر قوموں کو دوست نہ بناؤ۔ بلکہ انکو شیطان سمجھ کر ان سے بکلی اعراض کرو۔ جیسا کہ بہاء اللہ فرماتے ہیں:۔

اصفیائی! اسمعوا نداء ھذا المحبوب المسجون فی ھذا السجن الاکبر ان وجدتم من احدٍ اقلّ من ان یحصی روائح الاعراض فاعرضوا عنہ ثم اجتنبوہ تا آنکہ یقیناً لانھم مظاھر الشیطان" (مکاتیب جلد ۳ صفحہ ۱۳۴) ترجمہ۔ کہ اے میرے دوستو! اس بڑے جیلخانہ کے اس محبوب قیدی کی یہ آواز سن لو کہ اگر تم کسی شخص میں میرے متعلق اتنا بھی اعراض اور بیرخی پاؤ جو شمار میں بھی آنیکے قابل نہیں۔ تب بھی اپنا منہ پھیر کر دوسری طرف کر لو۔ اور اس سے ناپاک و نجس چیز کی طرح قطعی پرہیز کرو۔ کیونکہ ایسے تمام لوگ جو مجھ سے اعراض کرتے ہیں شیطان کے مظہر ہیں۔ ایک اور مقام پر بہاء اللہ صاحب لکھتے ہیں لم یکن لکم مقرٌّ الّا فی اصل الجحیم۔ مجموعہ الواح مبارکہ صفحہ ۱۷۵۔ کہ اے میرے منکرو! سوائے دوزخ کے تمہارا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ پھر لکھتے ہیں الذی مُنع انہ من اھل الضلال ولو یاتی بکل الاعمال۔ (اقدس) کہ جا اسوخ بن جدید ص ۴۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہجرتِ نبویؐ اور ہجرتِ موسویؑ

(قرآنِ مجید- بائیبل اور تاریخ کی روشنی میں)

تاریخ اسلام کے اہم ترین واقعات میں سے ایک بہت بڑا واقعہ 'ہجرت نبوی' ہے۔جب کفّار و مشرکین کے متواتر تیرہ۱۳ سال جور و ستم اُٹھانے اور ہر رنگ میں اُن کے دُکھ برداشت کرنے کے بعد خدا نے -- -- -- -- -- -- -- -- اپنے پاک رسول کو اور اُن کی معیّت میں تمام مسلمانوں کو اِس امر کی اجازت دیدی کہ وہ مدینۂ طیّبہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔یہی وہ واقعہ ہے جس سے اسلام میں ایک نیا دَور شروع ہُوا۔اور اسی ہجرت نبوی سے اسلامی عظمت و شوکت کا ڈنکا عرب کے تمام اکناف میں بجنا شروع ہوگیا۔پس آج ہم اسی ہجرتِ عظمیٰ کا ایک ایسا دلکش اور شاندار پہلو قارئین کرام کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں کہ جسکو دیکھتے ہوئے ہر سلیم الطبع انسان کو حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی شانِ بلند کا اقرار کرنا پڑیگا۔اور مخالف سے مخالف انسان کو بھی یہ واقعہ پڑھ کر آپؐ کی پاکیزگی اور طہارت پر ایمان لانا پڑے گا *

واقعہ ہجرتِ نبویؐ

وہ واقعہ یہ ہے۔کہ جب کفّار نے اس امر کا تہیّہ کر لیا کہ آج ہم صبح ہوتے ہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تلواریں لیکر ٹوٹ پڑینگے۔اور اُسے تہ تیغ کر دینگے۔اور وہ اپنے اس بد ارادہ کے ماتحت حضورؐ کے مکان کا محاصرہ کیئے ہوئے تھے۔اور خدا نے بھی وحی کے ذریعہ سے ان تمام باتوں کی اپنے پاک رسولؐ کو پہلے سے ہی خبر دی ہوئی تھی۔تو وہ سید المرسلینؐ جس کے پاک خون سے اپنے ناپاک ہاتھ رنگنے کے لئے عمائدِ قریش آپؐ کے مکان کے اِرد گرد جمع تھے۔راتوں رات اُٹھا۔اور اُس نے اِرادہ کر لیا۔کہ اب اپنے وطن کو چھوڑ دے۔اور کسی اور جگہ خدا کے دین کے جلال کے اظہار کیلئے روانہ ہوجائے۔تب ایسی حالت میں جبکہ حضورؐ کو انکی شرارتوں کا پورا علم تھا۔اور اُن کی دشمنی اور عداوت کو متواتر کئی سالوں سے حضورؐ نے دیکھا تھا۔اور جبکہ قتل جیسے قبیح فعل کے ارتکاب کے لئے وہ تلواریں سونتے باہر پڑے ہوئے تھے۔انہی بد خصال کفّار کی امانتیں حضور پُر نورؐ کے پاس موجود تھیں۔حضورؐ اگر چاہتے تو وہ امانتیں اُنہیں واپس فرماتے۔اور اُن کا روپیہ اُن کی سزا اور بُرے افعال کی پاداش میں خود ضبط کر لیتے۔مگر سوچو کہ کتنا وہ پاک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان تھا کہ جس کے حق میں اس کے دشمن تو اسے قتل کرنے اور ہلاکت تک پہنچانے کے لئے اُس کے مکان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ مگر وہ سیّد المرسلین (علیہ الصّلوٰۃ و السّلام) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرماتے ہیں۔ کہ مَیں تمھیں تمام امانتوں کا حساب کتاب سمجھائے دیتا ہوں۔ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ بغیر امانتیں واپس کیئے مکّہ سے ہرگز نہ نکلنا۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورؐ کے بستر پر لیٹ گئے۔ اور حضورؐ نے اپنی ردائے مبارک اُن کے اوپر اُڑھا دی۔ اور آپؐ اللہ کا نام لیکر گھر سے روانہ ہوئے تب خدا نے کفّار پر اس وقت ایسی نیند غالب کی کہ وہ سب کے سب سوتے رہے۔ اور اُسوقت آنکھ کھُلی جبکہ حضورؐ اُن کے حملہ سے دُور چلے گئے۔

یہ وہ واقعہ اور سچّا واقعہ ہے۔ جو تمام تواریخ میں بیان کیا گیا ہے۔ اب غور کرو اور سوچو۔ کہ کتنی بڑی نیکی اور امانت کا تحفّظ ہے۔ کیا کوئی ایسی نظیر دنیا سے پیش کیجا سکتی ہے؟ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کبھی نہیں۔

ہجرت موسویؑ

اب اس کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کا بھی واقعہ ہجرت ہے۔ جو کہ بائیبل میں بیان کیا گیا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیلؔ مدّتوں سے فرعون کی غلامی میں محصور تھے۔ پس خدا نے اپنے پاک نبی موسیٰ (علیہ الصّلوٰۃ و السّلام) کو مبعوث فرمایا۔ تاکہ اسرائیلیوں کو اُن کے غلام خانے سے باہر نکالے۔ اور فرعون کی بدترین غلامی سے انھیں نجات دے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ و السّلام آئے اور اُنہوں نے (جیسا کہ بائیبل میں بیان کیا جاتا ہے) متواتر فرعون سے کہا۔ کہ وہ اُنہیں اور اُن کی قوم کو مصر سے جانے دے۔ تاکہ اپنے ربّ کی آزادی سے وہ پرستش کریں۔ مگر فرعون نے باوجود کئی معجزات دیکھنے کے انکار کیا۔ اور اُن کی بات کو ردّ کر دیا۔ تب خدا نے موسیٰؑ سے فرمایا۔ کہ:۔

"مَیں فرعون اور مصریوں پر ایک بلا اور لاؤنگا۔ بعد اسکے وہ تمھیں یہاں سے جانے دیگا۔ اور جب وہ تمھیں جانے دیگا۔ تو یقیناً تم سب کو دھکّے دیکر نکالدیگا۔ سو اب تو لوگوں کے کانوں میں کہہ کہ ہر ایک مرد اپنے پڑوسی اور ہر ایک عورت اپنی پڑوسن سے روپے کے برتن اور سونے کے برتن عاریۃً لے۔ اور خداوند نے اُن لوگوں کو مصریوں کی نظر میں عزّت بخشی اور یہ موسیٰ بھی زمینِ مصر میں فرعون کے خادموں کے نزدیک اور لوگوں کی نگاہ میں بزرگ تھا۔" (خروج ۱۱/ ا تا ۳)

اِس حکم کے ماتحت جسے بائیبل خدا کا فرمان قرار دیتی ہے۔ بنی اسرائیل نے عمل کیا۔ اور اُنہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصریوں سے اُن کے چاندی سونے کے برتن اور اُن کے عمدہ عمدہ کپڑے عاریۃً مانگ کر لئے۔ اور جب فرعون نے انہیں مصر سے چلے جانیکی اجازت دیدی تو وہ یہ تمام مال و متاع ہمیشہ کے لئے اپنے ساتھ لے گئے اور اُن میں سے ایک برتن اور ایک کپڑا تک بھی انہوں نے مصریوں کو واپس نہ کیا۔ بلکہ اس طریق سے انہوں نے مصریوں کو لُوٹ لیا۔ اور انہیں تباہ اور برباد کر دیا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"بنی اسرائیل نے موسیٰ کے کہنے کے موافق کیا۔ اور انہوں نے مصریوں سے روپے کے برتن اور سونے کے برتن اور کپڑے عاریتہً لئے۔ اور خداوند نے اُن لوگوں کو مصریوں کی نگاہ میں ایسی عزّت بخشی کہ انہوں نے انہیں عاریت دی اور انہوں نے مصریوں کو لُوٹ لیا" (خروج ۱۲/ ۳۵و۳۶)

پس مصر سے ہجرت کرتے وقت موسیٰ اور اُنکے متبعین کا تو یہ عمل رہا۔ کہ بقول بائیبل بموجب حکم ایزدی چند دن کے بہانے سے ہر مرد نے اپنے پڑوسی سے اور ہر عورت نے اپنی پڑوسن سے اُن کے چاندی اور سونے کے قیمتی برتن اور اُن کے عمدہ عمدہ لباس لئے۔ اور ایسے لئے کہ ہمیشہ کے لئے اپنے قبضہ میں رکھے۔ بلکہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو دیئے۔ جیسا کہ خداوند نے انہیں کہا تھا کہ:۔

"جب تم جاؤ گے تو خالی ہاتھ نہ جاؤ گے۔ بلکہ ہر ایک عورت اپنی پڑوسن سے اور اُس سے جو اُس کے گھر میں رہتی ہے روپے اور سونے کے برتن اور لباس عاریۃً لیگی۔ اور تم اپنے بیٹوں اور اپنی بیٹیوں کو پہناؤ گے اور مصریوں کو غارت کرو گے" (خروج $\frac{۳}{۲۲}$)

مگر سیّد المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلّم کا یہ طریق عمل تھا۔ کہ انہوں نے مکّہ سے ہجرت کے وقت جبکہ دشمن اُن کے خون کا پیاسا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد تمام کفّار کی امانتیں کیں اور تاکید کی کہ بغیر انہیں واپس کئے مکّہ سے ہرگز نہ نکلنا؂

پس بیشک موسیٰ علیہ السّلام نے بھی ہجرت کی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی۔ مگر موسیٰ ع کا وہ نمونہ تھا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا یہ نمونہ؂

ایک صحابی کا واقعہ

علاوہ ازیں تاریخ اسلام کا ایک اور واقعہ بھی اسی موضوع پر نہایت وضاحت سے روشنی ڈالتا ہے۔ اور جس سے صحابہ کرامؓ کی ہجرت کا مقابلہ اسرائیلیوں کی ہجرت سے ہوتا ہے۔ اور وہ واقعہ یہ ہے۔ کہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ہجرت کرکے مدینہ منوّرہ جانے لگے تو کفّار نے آپؓ کو آگھیرا اور بڑی سختی سے کہا۔ کہ جب تم مکّہ میں آئے تھے تو سخت مفلس و قلّاش تھے۔ پھر تم نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے درمیان رہ کر ہزاروں روپے کمائے۔ اور آج جبکہ تم ہزاروں روپے کے مالک ہو گئے ہو تم یہاں سے اپنا تمام مال اٹھا کر لیجانا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم ہم تمہیں ہرگز جانے نہیں دینگے ؛

اس پر حضرت صہیبؓ بولے۔ کہ تم میری ساری دولت لے لو۔ مگر مجھے مدینے جانے دو۔ اور چونکہ ان کی دولت بہت زیادہ تھی۔ اس لئے کفار نے مال و متاع کے طمع میں آ کر انہیں چھوڑ دیا۔ اور وہ اپنا تمام مال کفار کو دے کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جس وقت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سنا۔ تو سنکر فرمایا:۔

"صہیبؓ نے تو بہت ہی اچھی تجارت کی"

اب اس واقعہ کا مقابلہ آپ اسرائیلیوں کے واقعہ سے کریں۔ کتنا بیّن امتیاز اور کتنا کھلا کھلا فرق ہے۔ ایک ہجرت تو ایسی ہے کہ جس میں مہاجروں نے دوسروں کے سونے چاندی کے اسباب اور ان کے قیمتی پارچات ...... ہمیشہ کے لئے اپنے قبضہ میں کر لئے۔ اور دوسری ہجرت وہ ہے کہ جس میں ہجرت کرنے والوں نے اپنی عمر بھر کی کمائی کفار کے سپرد کر دی۔ اور ان کا نبی صلعم سن کر فرماتا ہے کہ یہ تو بہت ہی اچھی تجارت تھی۔ بیشک اسلامی ہجرت ہی ایک شاندار ہجرت تھی۔ اور ایسی پاک ہجرت تھی کہ کسی کافر کو اتنا کہنے تک کی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ ہمارا یہ یہ مال نبیؐ اسلام صلعم یا ان کے صحابہ کرامؓ اپنے ساتھ لیتے گئے۔ مگر بائیبل کے مندرجہ بالا بیان سے موسوی ہجرت کی کیفیت ملاحظہ کر لیجئے ؛

دونو ہجرتوں میں ایک اور عظیم الشان فرق

علاوہ ازیں ایک اور فرق ان دونو ہجرتوں میں یہ بھی ہے کہ جب بنی اسرائیل موسیٰؑ کی معیت میں مصر سے روانہ ہوئے تو بعد میں فرعون نے ان کا تعاقب کیا۔ اور اپنے سارے لشکر سمیت انہیں گرفتار کرنا چاہا۔ تب ایسے خطرناک موقع پر جبکہ بنی اسرائیل نے فرعونی جمعیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ موسیٰؑ کے ساتھی گھبرا اٹھے اور بے اختیار کہنے لگے کہ اب تو ہم گرفتار ہو گئے۔ قرآن مجید میں یہ الفاظ ہیں۔ فلمّا تراءا الجمعٰن قال اصحٰب موسیٰ انّا لمدرکون (پ ۱۹ سورۂ شعراء) حضرت موسیٰ علیہ السلام اس موقعہ پر انہیں تسلی دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کلّا انّ معی ربّی سیھدین۔ ہرگز نہیں۔ ایسا خیال بھی اپنے دل میں نہ لاؤ۔ میرا رب میرے ساتھ ہے اور وہ عنقریب مجھے کوئی صحیح راستہ دکھلا دیگا۔ تب خدا نے موسیٰؑ کی طرف اپنی وحی بھیجی۔ کہ اپنا عصا اس دریا پر مار۔ تیرے لئے راستہ کھل جائیگا ؛

بعینہٖ ایسا واقعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی پیش آیا۔ آپؐ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار ثور میں چھپے تھے۔ کفار نے یہاں بھی (موسیٰؑ کی طرح) آپؐ کا تعاقب کیا۔ اور جس طرح فرعون بنی اسرائیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ ایسا ہی یہاں بھی کفّار اُس غار کے عَین سر پر جا پہنچے۔ اور جس طرح وہاں بنی اسرائیل نے گھبرا کر حضرت موسیٰؑ سے عرض کی تھی۔ کہ انّا لمُدرکون۔ یہاں بھی حضرت ابو بکرؓ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ قریش اتنے قریب کھڑے ہیں۔ کہ اُن کے پاؤں نظر آ رہے ہیں۔ اور اگر یہ ذرا جُھک کر جھانکیں تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں۔ مگر چونکہ ابو بکرؓ کا ایمان اُن اسرائیلیوں کے ایمان سے بہت زیادہ تھا۔ اس لئے انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم پکڑے گئے۔ بلکہ صرف یہ کہا کہ اگر وہ ذرا جھانکیں تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں۔ اس پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو موسیٰؑ کے مثیل تھے مگر اپنی تمام شان میں موسیٰؑ سے بالا اور برتر۔ تسلّی آمیز الفاظ میں فرمایا لَا تَحزَن اِنَّ اللّٰہ معنا (پ سورہ توبہ) غم مت کھا۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

قابلِ غور امر ہے۔ کہ موسیٰؑ نے کہا تھا اِنَّ مَعِیَ رَبِّی۔ خدا میرے ساتھ ہے۔ مگر محمد رسول اللہ صلعم نے کہا کہ اِنَّ اللّٰہ معنا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ گویا موسیٰ علیہ السّلام نے صرف اپنے ساتھ خدا کی معیّت کو ظاہر کیا۔ مگر سیّد المرسلین حضرت محمدؐ صلعم نے اپنے ساتھ بھی اور اپنے ساتھی کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کی تائید اور اُس کی نصرت بیان فرمائی۔ پس یہ فرق دونو انبیاءؑ کے درجہ اور شان کو ظاہر کر رہا ہے۔ اور دونو ہجرتوں میں سے اسلامی ہجرت اور محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع اور اعلیٰ شان ظاہر کر رہی ہے

فسبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم۔

القصّہ ہجرتِ نبویؐ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق وعادات پر اور آپ کی بے مثل امانت و دیانت پر اور آپؐ کے حیرت انگیز ایمان باللہ اور تعلّق باللہ پر ایسی وضاحت اور صراحت کے ساتھ روشنی پڑتی ہے۔ کہ جس کی نظیر ہمیں عام لوگوں میں تو کجا۔ زمرۂ انبیاءؑ میں بھی نظر نہیں آتی فصلّ اللّٰہ تعالیٰ علٰے خیر خلقہٖ محمّدٍ وعلٰے اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین ؎

واٰخر دعوٰنا ان الحمدُ للّٰہ ربّ العٰلمین ؎

محمد یعقوب مولوی فاضل

انسؓ سے روایت ہے۔ ابو طلحہؓ انصار میں سے بہت بڑے مالدار تھے کھجوریں تھیں اور بہت محبوب مال بیرحاء تھا اور وہ مسجد کے سامنے تھا۔ رسول کریم صلعم وہاں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا خوش ذائقہ اور خوشبودار پانی پیا کرتے۔ انسؓ کہتا ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی لَن تَنَالُوا البِرَّ حَتّٰی تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (تم اعلیٰ درجہ کی نیکی حاصل نہیں کر سکو گے جب تک اپنی محبوب اشیاء کو خرچ نہ کر دو) تو ابو طلحہؓ کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ مجھے تو بیرحاء زیادہ محبوب ہے۔ مَیں اسے صدقہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اسکے ثواب و ذخیرہ ہونے کی امید رکھتا ہوں یا رسول اللہ صلعم آپ اسے جہاں اللہ تعالیٰ آپکو سمجھائے خرچ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بخ بخ یہ مال بڑا نفع والا ہے۔ مَیں نے سُن لیا جو تم نے کہا مَیں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے اپنے قرابتیوں میں بانٹ دے۔ ابو طلحہ نے عرض کی بہت اچھا حضور۔ ابو طلحہؓ نے اسے اپنے اقارب اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عصمت انبیاءؑ

(نمبر ۴)

بلغ العلےٰ بکمالہ ۔ کشف الدجیٰ بجمالہ ۔ حسنت جمیع خصالہ ۔ صلوا علیہ وآلہ ۔

اعتراض :- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین یعنی (اے محمدؐ) اگر تُو نے شرک کیا تو تیرے عمل حبط ہو جائینگے۔ اور تُو گھاٹا پانیوالوں میں سے ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک سے دلی نفرت نہ تھی اور آپؐ قریب تھا کہ اس کے مرتکب بھی ہو جاتے مگر اللہ تعالیٰ نے جھڑک کر روک دیا (نعوذ باللہ)

الجواب۔ اوّل۔ اگر کوئی پادری فرقان حمید کی اس طرز عبارت سے مندرجہ بالا استدلال کر سکتا ہے۔ تو کیا کسی دوسرے کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ آیت ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب ط کلاً ھدینا ج ونوحا ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمٰن وایوب ویوسف وموسیٰ وھرون ط وکذٰلک نجزی المحسنین وزکریا ویحیٰی وعیسیٰ والیاس ط کل من الصّٰلحین ط واسمٰعیل والیسع ویونس ولوطا ط وکلاً فضلنا علی العٰلمین ومن اٰبآءھم وذریٰتھم واخوانھم واجتبینٰھم وھدینٰھم الیٰ صراطٍ مستقیم ذٰلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشآء من عبادہ ط ولو اشرکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملون (انعام ع) یعنی اگر انبیاءؑ سابقین اسحاقؑ و یعقوبؑ۔ نوحؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ ایوب۔ یوسفؑ۔ موسیٰؑ۔ ہارونؑ زکریاؑ۔ یحیٰیؑ عیسیٰؑ۔ الیاسؑ۔ اسماعیلؑ۔ الیسعؑ۔ یونسؑ و لوطؑ وغیرہم میں سے کوئی بھی شرک کرتا تو اُسکے عمل حبط ہو جاتے کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہے کہ ان کے دل میں بھی شرک کی محبت تھی گو ان سے ظہور میں نہ آئے اور وہ اسکے مرتکب نہ ہو سکے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَوْ اَشْرَکُوْا اگر یہ شرک کرتے گویا ان سے شرک کا امکان تھا نعوذ باللہ پس اگر یہاں وہ معنی ماخوذ نہیں ہو سکتے۔ تو بعینہٖ ویسے ہی فقرہ "لو اشرکت" کے وہ معنی کیوں لئے جائیں۔ اور اگر پادری صاحبان ضرور یہی معنی لیں تو اُنہیں حضرت مسیحؑ کی ابنیت کی حفاظت کا کوئی اور ذریعہ سوچنا چاہیئے ۔

دوم۔ اگر حق یہی ہے۔ تو بتائیے کہ وہ واقعات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے ان کے کیا معنی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر دکھ دیئے گئے۔ اور آپؐ نے اُن کا اظہار تک بھی نہ کیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اُس شیر خدا نے اپنے ہاتھوں سے خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔ پھر کونسی وجہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھی جس سے مشرکین عرب نے آنحضرت صلعم کو کہا کہ ان نتبع الھدیٰ معک نتخطف من ارضنا قطعاً کوئی نہ تھی صرف یہی کہ اگر ہم نے توحید کو اختیار کر لیا تو پھر ہم مکّہ میں نہیں رہ سکیں گے کیونکہ ہماری آمدنی کا انحصار سب انہی پر ہے۔ جب یہ بت ہی چھوٹ گئے تو آمدنی کہاں سے ہوگی اور پھر مکّہ وادی بھی ایسی ہے کہ اس میں کچھ ہوتا ہی نہیں "وادٍ غیر ذی زرع" پھر کونسی روح تھی جس نے آپ کو اعل ھبل کے مقابل اللہ اجل کہنے پر مجبور کیا پھر کس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امرت ان اقاتل الناس حتّٰی یقولوا لا الٰہ الا اللہ ومثلھا مالا یحصیٰ ؛

سوم۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل انما ھو الٰہ واحد واننی بریٓءٌ مما تشرکون ۰ (انعام ع ۲) اے رسول تو اپنا حال بیان کر کہ معبود برحق ایک ہی ہے۔ اور میں دیگر معبودان باطلہ سے بیزار ہوں۔ پھر فرمایا قل یایھا الکٰفرون لا اعبد ما تعبدون اے کافرو! میں تمہارے معبودوں کی پرستش نہیں کر سکتا۔ پھر فرمایا قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احداً۔ اے رسول ڈنکے کی چوٹ کہہ کہ میں اللہ ہی کو پکارتا ہوں اور اسی سے طالب اعانت ہوں اور میں کسی کو اسکے ساتھ شریک نہیں ٹھیراتا۔ پھر فرمایا قل ھو اللہ احد۔ اے رسول گواہی دے کہ اللہ ایک ہی ہے۔ پھر فرمایا یایھا الناس ان کنتم فی شک من دینی فلا اعبد الذین تعبدون من دون اللہ ولکن اعبد اللہ الذی یتوفکم الآیہ اے لوگو!! اگر تمہیں میرے دین کے متعلق کوئی شک ہے تو ہوا کرے میں تو معبودان باطلہ کی پوجا نہیں کر سکتا ہاں اسی ایک کی جو معبود برحق ہے پرستش کرونگا۔ اگر اس مضمون کا علم تام مطلوب ہو تو قرآن کا ورد اور احادیث کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کیا ایسے شخص سے شرک کی امید کیجا سکتی ہے ؛

چھارم۔ کلام کرنے کی ایک طرز ہوتی ہے کون نہیں جانتا کہ جملہ شرطیہ میں فعل کا وقوع یقینی نہیں ہوتا اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ تمہارا یہ کہنا غلط ہے تو اُسے ثبوت بہم پہنچانا ہوگا اور یہ بتانا ہوگا کہ آیت قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین کے کیا معنی؟ کیا واقعی اللہ تعالیٰ کا کوئی ولد (بیٹا) ہے۔ اور جملہ "اگر فلاں شخص نے چوری کی تو وہ قید کیا جائیگا" کے یہ معنی ہیں کہ ضرور ہی وہ قید میں پڑیگا یا یہ کہ اس فقرہ کے بعد وہ ضرور چوری کریگا۔ اگر یہ مطلب نہیں اور قطعاً نہیں۔ تو اس آیت میں جملہ شرطیہ ہے یہ کس طرح نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے شرک سے دلی نفرت نہیں کی۔ وہ تو باواز بلند پکار رہا ہے کہ میں دنیا کو اس نجاست سے پاک کرنے کیلئے آیا ہوں اور اسکو بیخ و بن سے استاصل کرنا میری بعثت کا اصل مقصد اعظم ہے۔ آخر اس پاک وجود نے اپنے افعال و احوال حرکات و سکنات سے دنیا پر کیا ظاہر کیا۔ کیا حکمت تھی کہ شروع سے ہی آپ کا نام ابن ابی کبشہ رکھا گیا محفل حلف الفضول کا رکن رکین کون تھا۔ صداقت کو رد کرنا سہل ہے۔ مگر واقعات کی تکذیب بہت مشکل ہے۔ اگر لئن اشرکت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیحبطن عملك الآیہ مدنظر ہے تو آیت ان کان للرحمٰن ولد الآیہ کو مدنظر رکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ بات جب تھی کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں کہیں یہ فرماتا کہ اے رسول تو نے شرک جیسے اثم عظیم کا ارتکاب کیا ہے۔ مگر کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ قرآن کریم میں اسکے ہم معنی کوئی آیۃ موجود ہے۔ اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہی کہ خدا اور اسکا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں پس اس فقرہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکالنا کہ آنحضرتؐ کو شرک سے در اصل محبت تھی سراسر واقعات کے خلاف ہے۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو انصاف سے بالکل بعید ہے

اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو کیوں؟ اس آیت کے حل کیلئے یہ یاد رکھنا نہایت ضروری ہے کہ انسان جتنا بڑا ہو اسی قدر اس کے گناہ کو خفیف اور ہلکا سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً ایک زمیندار کا لڑکا چوری سے ایک آم اُتارتا ہے۔ اور باغبان اسکو پکڑ لیتا ہے۔ تو وہ اس لڑکے کو بے دریغ سزا دیگا۔ لیکن وہی آم اگر کسی ذیلدار کا لڑکا توڑ لیتا تو وہ اس طرح اسکو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے سزا نہ دیتا۔ اس سے اوپر چلئے اگر وہی آم تھانیدار کا لڑکا توڑ لیتا تو اگر وہ باغبان بڑا جری اور دلیر ہوتا تو زیادہ سے زیادہ اُس لڑکے کو جھڑک دیتا اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکتا۔ اسی طرح فرض کرو کہ ایک شہزادہ اُس آم کو توڑ لیتا اور باغبان اس کو آم توڑتے دیکھ لیتا۔ تو میں کہتا ہوں بجائے اسکے کہ باغبان اُسے سزا دے یا جھڑکی دے اُسکو اور بہت سے آم توڑ دیتا اور ذرا بھر تنگی اپنے دل میں محسوس نہ کرتا بلکہ بہت ہی خوش ہوتا اور شکریہ ادا کرتا کہ شہزادہ صاحب نے خاکسار سے تحفہ قبول کیا ہے۔ اب دیکھئے اُس زمیندار کے لڑکے اور ذیلدار کے لڑکے کے جُرم میں کیا فرق تھا کچھ بھی نہیں مگر بیچارے زمیندار کے لڑکے کو زیادہ سزا ہوئی۔ اسی طرح ذیلدار اور تھانیدار کے لڑکے کے جرم میں کیا فرق تھا کچھ بھی نہیں مگر ذیلدار کے لڑکے کو تو سزا ہوتی ہے اور تھانیدار کے لڑکے کے لئے صرف جھڑکی ہی کو کافی سمجھا گیا۔ اسی طرح اس جرم کے ارتکاب کے وقت شہزادہ کو بجائے سزا اور جھڑکی کے اور زیادہ آم توڑ دیئے جاتے ہیں۔ پس مندرجہ بالا مثال سے ثابت ہُوا۔ کہ جس قدر کوئی رفیع القدر منیع المنزلت عظیم المرتبہ ہو اسی قدر اسکے گناہ کو خفیف سمجھا جاتا ہے۔ اب ہمیں نصوص صریحہ قرآنیہ سے معلوم ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سب سے زیادہ محبوب اور پیارے تھے تو گمان ہو سکتا تھا کہ جب خدا تعالیٰ کے نزدیک آپؐ کا مرتبہ یہ ہے۔ تو ممکن ہے کہ اگر آپؐ شرک کے مرتکب ہوتے تو آپؐ کو کسی قسم کی پکڑ نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر یہ رسولؐ بھی جو دنیا میں سب سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ شرک کرتا تو اُسے بھی میں سخت پکڑ کرتا۔ پس مطلب واضح ہے کہ اس میں شرک کی گندگی اور نجاست کا اظہار مراد ہے۔ کہ عام تو عام اگر میرا پیارا بھی ایسا کرے تو اُسے بھی میں بغیر سزا دیئے نہ چھوڑوں۔ پس اس آیت میں فقط شرک کی قباحت و شناعت کی اہمیت کا اظہار مقصود ہے جس سے آنحضرتؐ پر کسی قسم کا دھبّہ نہیں آسکتا۔ اور اس آیۃ میں بموجب الکنایۃ ابلغ من التصریح عجیب طریق سے شرک سے نفرت دلائی گئی ہے۔ وھو مما لا یخفٰی علی المتفکر ؛

محمد صادق (مولوی فاضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابطال الباطل

حصّہ دوم

خاکسار نے اپنے اشتہار میں علمائے شیعہ کو اُن کی ایک اصولی غلطی کی طرف توجہ دلائی تھی اس غرض سے کہ وہ غلطی چونکہ اہل اسلام میں تفرقہ کی جڑ ہے اُسے مٹایا جائے۔ علمائے شیعہ کا فرض تھا کہ وہ میرے سوال کے مالہ و ماعلیہ پر نہایت غور و فکر کے ساتھ توجہ فرما کر کوئی فیصلہ کُن بات لکھتے۔ مگر انہوں نے اس مفید کام میں پورا وقت صرف کرنے کے بجائے اصل سوال کے متعلق تو سطحی باتیں لکھدیں۔ مگر بحث کا رُخ دوسری طرف پھیر دینے کیلئے مجھ پر اور امامنا حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر چند اعتراضات جڑ دیئے غالباً اس پالیسی سے انکی غرض یہ ہوگی کہ غیر احمدی پبلک انکی ہم صفیر بنجائے۔ اور اس طرح علمائے شیعہ کو اُن سے خراج تحسین حاصل کرنیکا موقع مل جائے۔ چنانچہ فاضل مدیر الواعظ نے لکھا کہ جناب معترض صاحب... ختم نبوّت کے مُنکر ہیں۔ مولوی لقاء علی صاحب اور صدر الافاضل صاحب نے بھی یہی روش اختیار کی۔ اور چند اعتراضات حوالۂ قلم فرمائے۔ مَیں پہلے اُن اعتراضات متفرقہ کو ترتیب کے ساتھ ایک جگہ جمع کیئے دیتا ہوں۔ پھر اُن اعتراضات کا نمبروار جواب لکھونگا۔

مولوی لقاء علی صاحب واعظ کے اعتراضات

حضرت مرزا صاحب.... خدا کے مجسّم ہونے کے قائل تھے۔[1] ایک مرتبہ[2] تمثیلی طور پر اُن کو خدا کی زیارت بھی ہوئی تھی۔ مرزا صاحب نے اپنے خدا کے سامنے دستخط کرنے کے لئے کاغذ پیش کیا اور مرزا صاحب کے خدا نے سُرخ روشنائی سے اسپر دستخط فرمائے اور دستخط کرتے وقت جو قلم جھٹکا تو اس کی چھینٹیں مرزا صاحب کے کُرتے اور عبداللہ سنّوری کی ٹوپی پر پڑیں۔[3] بخاری کی حدیث میں۔ خداوند عالم کا جہنّم میں اپنا پانوٗں ڈالنا۔

صدر الافاضل صاحب کے اعتراضات

معترض[4] صاحب کا بیان ہے کہ توحید و رسالت کتب ملائکہ معاد اِن پانچ چیزوں کے علاوہ کسی چیز کا ایمان جائز نہیں جس کو ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں باطل کر چکے۔ لیکن اب دیکھنا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ان پانچ چیزوں کے علاوہ کبھی کسی اور چیز کا ایمان خود رکھا یا اپنے متبعین کو ہدایت فرمائی یا نہیں ہم کو ان کی تصریحات سے ان اصول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے علاوہ کچھ امور ملتے ہیں جن پر ایمان کا انکو اعتراف تھا اور اپنے اُمّتیوں کو بھی تعلیم دی..... حمامۃ البشریٰ ایک کتاب ہے اسکا صفحہ ۸ ملاحظہ ہو.....

"مرزا صاحب کی صریح تحریر عبارت حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۹ ملاحظہ ہو۔ عبارت کی صحت ترکیب کے ہم ذمہ دار نہیں۔

واذا قیل لھم اٰمنوا بما صرّح اللّٰہ فی کتابہ من وفات المسیح وضلالۃ النصاریٰ بعد وفاتہ لا فی زمن حیاتہ قالوا انؤمن بمعانی یخالف الاحادیث وقد کانوا یعلمون الناس ان الخبر الواحد یرد بمعارضۃ کتاب اللّٰہ فنسوا ما ذکروا الناس وانقلبوا الی الجھل بعد ما کانوا عالمین ÷

یعنی مسیح کی وفات اور نصاریٰ کا اُن کی وفات کے بعد گمراہ ہو جانا نہ انکی زمانہ حیات میں تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لائیں ایسے مطالب پر جو احادیث کے خلاف ہیں حالانکہ تمام لوگ جانتے ہیں کہ خبر واحد کتاب خدا کے مقابلہ میں ردّ کر دیجاتی ہے یہ لوگ بھول گئے اُس چیز کو جو لوگوں کو یاد دلائی گئی تھی۔ اور جہالت کی طرف پلٹ گئے بعد اسکے کہ عالم تھے ÷

(۵) اگر کہا جائے کہ مرزا صاحب خود اپنے تئیں نبی سمجھتے تھے اور نہ مجدد جس پر سلف صالح کا ایمان تھا نبی ہونے والا تھا لہٰذا اس پر ایمان کی دعوت دینا غیر نبی پر ایمان نہیں کہا جا سکتا تو یہ جواب بالکل بے اور ہوا ہے کیونکہ مرزا صاحب نے اس مجدد کی جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہے اور جس کو مرزا صاحب خود اپنی ذات سمجھتے تھے نبوت سے انکار کیا ہے دیکھو حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰

کیف یجیٔ نبی بعد رسولنا فقد انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللّٰہ بہ النبیّن ÷

ہمارے رسول کے بعد کوئی نبی کیونکر آ سکتا ہے حالانکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور خدا نے انپر انبیاءؑ کو ختم کر دیا ÷

اور خود مرزا صاحب بھی اپنی نبوّت کے قائل نہ تھے اس سے بہت صریح لفظوں میں انکار کیا ہے یہ انکے متبعین قادیانی مذہب کے لوگوں کی خوش عقیدتی ہے کہ وہ انکو نبی خیال کرتے ہیں لیکن انہوں نے صاف اس عقیدہ سے برأت کی ہے جس پر مدعی سُست گواہ چُست کی مثل صادق آتی ہے۔ (واعظ نمبر ۷ جلد ۷ صفحہ ۲-۱۹)

اعتراضات کے جوابات

جواب نمبر ۱-۲ اگر حیدری صاحب کی یہ مراد ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ اس بات کے قائل تھے کہ اللہ تعالےٰ عالم کشف و رؤیا میں تمثیلی طور پر انسان کی شکل میں نظر آجاتا ہے اور مرزا صاحبؑ کو بھی نظر آیا تو مسلّم ہے۔ مگر اس میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں۔ اور اگر اُن کی یہ مراد ہے کہ مرزا صاحبؑ کے نزدیک خدائے تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسم و جسمانی اور محدود و مکانی ہے یا کسی چیز میں حلول کرتا ہے۔ تو غیر مسلّم ہے۔ بلکہ حیدری صاحب کا حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صریح اتہام ہے اور اسپر حضرت اقدسؑ کی تصنیفات گواہ ہیں ؛

حضرت خلیفۃ المسیح دوم ایدہ اللہ بنصرہ اپنی کتاب حق الیقین رد ہفوات المنافقین ص۲۷ تا ۲۸ میں شیعہ معترض کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"یہ ایک عام نظارہ ہے جس سے تمام روحانیت رکھنے والے مومن آگاہ ہیں اور اسپر اعتراض کر کے مصنف ہفوات نے صرف اس امر کو ظاہر کیا ہے کہ انکو روحانیت سے ذرا بھی مس نہیں یا مر لاکھوں مومنوں کے تجربہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم کشف اور رؤیا میں انسانوں کی شکل میں نظر آجاتا ہے اور اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ محدود ہے یا حلول کرتا ہے بلکہ اس رؤیا سے صرف اس تعلق کا اظہار مراد ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو بندے سے ہے اور تصویری زبان میں اس تعلق کو ظاہر کر کے ایک گہرا نقش اسکے دل میں پایا جاتا ہے میں نے خود کئی دفعہ اللہ تعالیٰ کو انسان کی شکل میں دیکھا ہے اور مضمون رؤیا کے مطابق اس کی شکل مختلف طور پر دیکھی ہے میں ہرگز نہیں سمجھتا کہ وہ شکل خدا تھی یا اس میں خدا حلول کر آیا تھا لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک جلوہ تھی اور اُس رؤیا کے مضمون کے مطابق الٰہی صفات کی جلوہ گری کر رہی تھی وہ ایک رویت تھی مگر تصویری زبان میں اور اس تعلق کو ظاہر کرتی تھی جو اللہ تعالیٰ کو مجھ سے یا ان لوگوں سے تھا جن کے متعلق وہ رؤیا تھی" ؛

جناب حیدری صاحب! آپکو عالم کشف و رؤیا کے عجائبات میں کچھ دخل نہیں ہے اسی وجہ سے آپکی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ایک امر کشفی عالم شہادت میں کیونکر وجود پذیر ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ایک واقعہ ہے اور اسکے وقوع کی چشم دید شہادت میاں عبد اللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ میں حلفاً دی تھی جو الفضل مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۶ء میں شائع ہو چکی ہے آخری الفاظ اسکے یہ ہیں :-

"یہ ہے سچی شہادت! اگر میں نے جھوٹ بولا ہو تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید کافی ہے میں خدا کو حاضر ناظر جانکر اور اُسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے سراسر سچ ہے۔ اگر جھوٹ ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت! لعنت!! لعنت!!! مجھ پر خدا کا غضب! غضب!! غضب!!!

حیدری صاحب یا اُنکے ہم خیالوں کو چاہیئے تھا کہ میدان مقابلہ میں آکر میاں عبد اللہ صاحبؓ سے اس بارے میں مباہلہ کر لیتے خالی باتیں بنانے سے اب کیا فائدہ۔ مفصل جواب دیکھنا ہو تو رسالہ بارہ نشان مصنفہ مولانا جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل قادیان بکڈپو سے منگا کر دیکھیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حیدری صاحب جبوقت آپنے یہ بات لکھی کہ حضرت مرزا صاحب.... خدا کے مجسم ہونے کے قائل تھے۔ اُسوقت آپ غالباً اپنے ایک مقتدا ہشام بن الحکم صاحب کی سوانح عمری سے متأثر ہونگے اسی وجہ سے آپکا ذہن رسا ایسے اعتراض کی طرف منتقل ہوگیا کیونکہ ہشام بن الحکم صاحب کا یہی مذہب تھا کہ خدا مجسم ہے۔ اور مجسم بھی کیسا ٹھوس۔ اور یہ مذہب ہشام صاحب کی جدت طبعی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ آزادانہ طور پر لوگوں سے کہتے تھے کہ امام جعفر صادق نے ہم کو یہی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ صافی شرح اصول کافی مطبع نولکشور کتاب التوحید صفحہ ۹۵ میں روایت ہے۔ (قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام سمعت ہشام بن الحکم یروی عنکم ان اللہ جسم صمدی نوری۔) ملا خلیل قزوینی اسکا ترجمہ یوں لکھتے ہیں۔ گفتم امام جعفر صادق علیہ السلام را کہ شنیدم از ہشام بن الحکم کہ نقل میکرد از شما کہ اللہ تعالیٰ جسم میان پر نورانی است۔ راوی کے اس کہنے پر معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے اُسکے تیور بدلے دیکھے تو از راہ تقیہ اللہ تعالیٰ کی تعریفیں ویسی ہی بیان کرنے لگے جیسی کہ ہمیشہ سُنّی بیان کیا کرتے ہیں کہ وہ بے مثل ہے محدود نہیں محسوس نہیں جسم نہیں صورت نہیں وغیرہ وغیرہ مگر امام صاحب نے یہ نہیں کہا کہ ہشام بن الحکم نے ہم پر افترا کیا ہے۔ جھوٹ بولا ہے۔

مُلّا خلیل قزوینی بھی فرماتے ہیں کہ "امام علیہ السلام نگفت کہ ہشام دروغ میگوید دریں نقل" اسکے بعد مُلّا صاحب یہ رائے دیتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے ہشام بن الحکم سے یہ کہا تو ضرور مگر تقیہ سے کہدیا تھا۔ میرے نزدیک مُلّا صاحب کی یہ رائے غلط ہے کیونکہ ہشام بن الحکم صاحب حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کے مُخلص اصحاب میں سے تھے اُن سے تقیہ کیسا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ کسی اور شخص کے خوف سے امام صاحب نے تقیہ" ہشام کے سامنے ایسا کہدیا تھا تو ہشام صاحب کوئی معمولی آدمی نہ تھے جو اس بات سے بے خبر رہتے کہ امام صاحب نے یہ بات تقیہ سے کہی ہے اگر اُن کو ایک ذرّہ بھر بھی یہ گمان ہوتا کہ امام صاحب نے یہ تعلیم تقیہ سے دی ہے تو وہ ہرگز اسکا افشا نہ کرتے۔

اصل حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ امام جعفر صادق نے کسی موقع پر یہ فرمایا کہ ان اللہ صمدی چونکہ صمد کے کئی معنی لُغت میں بیان کیئے گئے ہیں یعنی ایسا سردار و مطاع جسکے حکم کے سوائے کوئی امر فیصلہ نہیں پاتا۔ ایسا شخص جو محتاج الیہ ہو یعنی ہر ایک امر میں اُسکی طرف احتیاج ہو۔ ہر ایک سے بلند۔ اور وہ ٹھوس چیز جسکے اندر پول نہو۔ تو امام صاحب نے لفظ صمد پہلے معنوں میں بولا ہوگا مگر مشبّہ فرقہ کے لوگوں نے جن میں ہشام بن الحکم اور ہشام بن سالم بھی تھے اس لفظ کو آخر الذکر معنوں میں استعمال کیا یعنی وہ ٹھوس چیز جسکے اندر پول نہ ہو۔ جب کئی شخصوں نے امام صاحب سے ہشاموں کی اس بیجا حرکت کی شکایت کی تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپنے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ فرمائی۔ اصول کافی صفحہ ۵۸ باب النہی من الجسم والصورۃ میں پہلی روایت جو علی بن حمزہ سے آئی ہے وہ یہی روایت ہے جس پر ہم بحث کر رہے ہیں۔ اسکے علاوہ اس بارہ میں اور بھی حدیثیں اسی باب میں موجود ہیں۔ صفحہ ۵۹ میں محمد بن الفرج الزجی سے جو روایت ہے اُس میں راوی کہتا ہے کہ مَیں نے امام ابی الحسنؑ سے ہشام بن الحکم کا یہ مذہب کہ خدا جسم ہے اور ہشام بن سالم کا یہ مذہب کہ خدا صورت ہے بیان کر کے حقیقت حال دریافت کی تو امام صاحب نے تحریر فرمایا دع عنك حيرة الحيران واستعذ بالله من الشيطان ليس القول ما قال الهشامان۔ یعنی چھوڑ دے حیرت حیران کی اور اللہ سے پناہ مانگ شیطان کی وہ قول کچھ چیز نہیں جو یہ دونو ہشام کہتے ہیں۔ اس روایت میں امام ابو الحسنؑ نے ہشامان میں سے ایک کو حیران دوسرے کو شیطان کہا۔ ایک اور روایت جو اسی صفحہ میں حسن بن عبد الرحمٰن الحمانی سے منقول ہے اُس میں لکھا ہے کہ امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر نے ہشام بن الحکم کے متعلق اسی بارہ میں لفظ قاتله الله فرمایا۔ ان روایتوں سے ظاہر ہے کہ ہشام بن الحکم اور ہشام بن سالم لفظ صمد کو خدائے تعالیٰ کے لئے انہی معنوں میں استعمال کرتے تھے جن میں اس لفظ کو فرقہ مشبّہ کے لوگ استعمال کرتے ہیں یعنی ٹھوس چیز جسکے اندر پول نہ ہو۔ چنانچہ اصول کافی صفحہ ۷۰ میں صمد کے معنی السيد المصمود اليه في القليل والكثير امام ابو جعفر الثانی سے نقل کرنے کے بعد یہ عبارت ہے لهذا هو المعنى الصحيح في تاويل الصمد لا ما ذهب اليه المشبهة ان تاويل الصمد المصمت الذي لا جوف له۔ یعنی الصمد کی تاویل میں یہی معنی صحیح ہیں۔ نہ وہ معنی جن کی طرف مشبّہ گئے ہیں کہ وہ ٹھوس چیز جسکے اندر پول نہ ہو۔ اور دونو ہشاموں کے معنی جو ملّا خلیل قزوینی نے لکھے ہیں یہی ہیں جو مشبّہ لیا کرتے ہیں پس روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ ہشام بن الحکم اور ہشام بن سالم دونو فرقہ مشبّہ میں داخل بلکہ اُن کے پیشوا تھے۔

اب شیعہ صاحبان تقیہ سے نہیں بلکہ حلف مؤکد بعذاب اُٹھا کر بتائیں کہ وہ ان دونو ہشاموں کو مقدس انسان اور اپنا مذہبی پیشوا نائب امام جانتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں جانتے تو ان کی نسبت وہی الفاظ استعمال کریں جو ائمہ اہلبیت سے انکی شان میں منقول ہیں یعنی قاتله الله۔ حیران۔ شیطان۔ اور اگر جانتے ہیں تو پھر کچھ شک نہیں کہ جو ان دونو کا مذہب ہے وہی شیعوں کا مذہب ہے یعنی خدا مجسم ٹھوس ہے اور صورت دار بھی ہے ۔

جواب نمبر ۳۔ مدت ہوئی کہ پہلے ایک عیسائی نے بھی اعتراض کیا پھر دھرم پال نے اپنی کتاب ترک اسلام میں اسکو دہرایا دونو کا جواب حکیم الامۃ حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب اور نور الدین نامی کتاب میں تحریر فرمایا تھا۔ مولانا حیدری صاحب مفصّل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جوابات اُن کتابوں میں دیکھیں میں بنظر اختصار یہاں صرف ایک جواب نقل کرتا ہوں اور وہ یہ ہے:-

"قدم سے مراد اشرار ہیں پاؤں نہیں دیکھو قاموس اللغۃ قدمہ ای الذین قدمھم من الاشرار فھو قدم اللّٰہ للنار کما ان الخیار قدمہ للجنۃ - یعنی قدم سے مراد وہ شریر لوگ ہیں جن کو خدا نے دوزخ کے آگے دھر دیا پس وہ لوگ خدا کی طرف سے آگ کے لئے آگے کیئے گئے جیسے اچھے لوگ خدا کی طرف سے جنّت کی طرف آگے کیئے گئے پس حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ دوزخ ھل من مزید پکارتی رہیگی جب تک خدا اشرار کو اُس میں نہ ڈالیگا پھر وہ بس کریگی"!

جواب نمبر ۴:- صدر الافاضل صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں سے ضروری باتوں کا جواب ذیل میں لکھا جاتا ہے بطرز قولہ اقول *

قولہ - معترض صاحب کا بیان ہے کہ توحید و رسالت - کتب - ملائکہ - معاد - ان پانچ چیزوں کے علاوہ کسی چیز کا ایمان جائز نہیں جس کو ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں باطل کر چکے ہیں -

اقول - ہمارا مطلب صرف یہ تھا کہ ان پانچ چیزوں کے علاوہ کسی چیز کا ایمان بطور اصول دین جائز نہیں اس کا ابطال قرآن و حدیث سے آپ کر سکے نہ آئندہ کر سکتے ہیں - منصف مزاج اہل علم میری اور آپکی تحریرات کو دیکھ کر خود فیصلہ کر لینگے - محبّت اہلبیت کی نسبت جو حوالجات آپ نے پیش کیئے ہیں اُنکے بارے میں بھی ہمارا یہی جواب ہے - مگر اسقدر اور عرض کرتے ہیں کہ محبّت میں بھی فرق مراتب ضروری ہے جس درجہ پر محبّت خدا کے ساتھ ہونی چاہیئے اُس درجہ پر نبی کے ساتھ نہیں اور جس درجہ پر نبی کے ساتھ محبّت ہونی چاہیئے اُس درجہ پر اہلبیت کے ساتھ نہیں وقس علٰی ھذا - اگر فرق مراتب محبّت میں شک ہو تو آیات ذیل کی تلاوت فرمائیے :-

(۱) ومن الناس من یتخذ من دون اللّٰہ انداداً یحبّونھم کحب اللّٰہ والّذین اٰمنوا اشدّ حبًّا لِلّٰہ (سورۃ البقرہ ع ۲۰) (۲) قل ان کان اٰبآؤکم وابنآؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللّٰہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتّٰی یاتی اللّٰہ بامرہ واللّٰہ لا یھدی القوم الفٰسقین ۰ (سورۃ توبہ ع ۳) (۳) قل ان کنتم تُحبّون اللّٰہ فاتّبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنوبکم واللّٰہ غفور رحیم (سورۃ آل عمران ع ۴)

ترجمہ آیات (۱) اور لوگوں میں سے جو بناتے ہیں سوائے اللہ کے ہمسر محبّت کرتے ہیں انسے مانند محبّت الٰہی کے اور وہ جو ایمان لائے ہیں زیادہ محبّت میں ہیں اللہ کے لئے (۲) کہ اگر ہوں باپ تمھارے اور بیٹے تمھارے اور بھائی تمھارے اور بیویاں تمھاری اور برادری تمھاری اور مال جو کمائے ہیں تم نے اور تجارت ڈرتے ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسکے گھاٹا ہو جانے سے ڈرتے ہو اور گھر پسند کرتے ہو جنکو زیادہ پیارے ہیں تم کو اللہ اور اسکے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لاوے اللہ حکم اپنا اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم فاسقوں کو (۳) کہ اگر ہو تم محبت کرتے اللہ سے تو پیروی کرو میری تو محبت کریگا تم سے اللہ اور بخشیگا تم کو تمہارے گناہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ؛

قولہ - ہم کو آپ کی (یعنی حضرت مرزا صاحب کی) تصریحات سے ان اصول خمسہ کے علاوہ کچھ امور ملتے ہیں جن پر ایمان کا ان کو اعتراف تھا اور اپنے اُمتیوں کو بھی تعلیم دی -

اقول - یہ بھی آپکی ویسی ہی غلطی ہے جس کا ازالہ ابھی ہم کر چکے ہیں حضرت صاحبؑ کی تصریحات سے ان اصول خمسہ کے علاوہ کچھ اور امور پر ایمان لانیکا اعتراف بطور اصول دین نہیں ہے - جناب کی خوش فہمی کے ہم ذمہ وار نہیں ؛

قولہ - مرزا صاحب کی صریح ترین عبارت حمامۃ البشریٰ صلہ ۱۹ ملاحظہ ہو - عبارت کی صحت ترکیب کے ہم ذمہ وار نہیں -

اقول - اصول خمسہ کے علاوہ کچھ اور امور پر ایمان لانیکے متعلق جناب کی خوش فہمی کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں حاجت اعادہ نہیں - اور آپنے جو یہ تحریر فرمایا کہ عبارت کی صحت ترکیب کے ہم ذمہ وار نہیں - اس سے آپکا مطلب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ عربی صحیح نہیں لکھ سکتے تھے - میری گذارش یہ ہے کہ یہ آپکی سراسر غلط بیانی اور فضول تعلّی ہے - ورنہ جناب والا اگر آپ ایسے ہی ماہر لسان عرب ہیں تو حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کی اُن عربی کتابوں کے مقابلہ میں جن کا بالمثل جواب لکھنے کے لئے مکذّبین کو عام طور پر چیلنج دیا گیا تھا آپ اپنی کوئی عربی تصنیف شائع فرمائیں اُسوقت دنیا کو آپکی عربی دانی کی حقیقت خود معلوم ہو جائیگی - حمامۃ البشریٰ کی عبارت جو آپنے نقل کی ہے اسکی صحت ترکیب میں کیا غلطی ہے یہ بات آپنے نہیں بتائی اسلئے جب آپ بتائینگے تو اُسکا جواب بھی دیا جائیگا - مگر خدا کی قدرت عجیب ہے کہ اس اعتراض کے ساتھ ہی حضرت اقدسؑ کی ایک آسان عبارت کے سمجھنے میں آپنے دو غلطیاں کیں اور مشیت الٰہی نے وہ دونو غلطیاں آپکے قلم سے ہی لکھوا دیں چنانچہ ابھی معلوم ہو جائیگا - حمامۃ البشریٰ صلہ ۱۹ کی عبارت نقل کر کے آپنے اسکا ترجمہ لکھا ہے وہ عبارت مع آپکے ترجمہ کے حسب ذیل ہے :-

عبارت حمامۃ البشریٰ

واذا قیل لهم اٰمنوا بما صرّح اللّٰهُ فی کتابہ من وفات المسیح وضلالة النصاریٰ بعد وفاته لا فی زمن حیاته قالوا انؤمن بمعانی یخالف الاحادیث

ترجمہ از صدر الافاضل

جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ اس شے کے ساتھ جسکی خدا نے اپنی کتاب میں تصریح کی ہے یعنی مسیحؑ کی وفات اور نصاریٰ کا اُنکی وفات کے بعد گمراہ ہو جانا نہ انکی زمان حیات میں تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ

وقد کانوا یعلمون الناس ان الخبر الواحد یردّ بمعارضۃ کتاب اللہ فنسوا ما ذکروا الناس وانقلبوا الی الجھل بعد ما کانوا عالمین۔

کیا ہم ایمان لائیں ایسے مطالب پر جو احادیث کے خلاف ہیں حالانکہ تمام لوگ جانتے ہیں کہ خبر واحد کتاب خدا کے مقابلہ میں رد کردیجاتی ہے۔ یہ لوگ بھول گئے اس چیز کو جو لوگوں کو یاد دلائی گئی تھی۔ اور جہالت کی طرف پلٹ گئے بعد اسکے کہ عالم تھے

صدرالافاضل صاحب! آپنے حمامۃ البشریٰ کی اس چار سطری عبارت کے ترجمہ لکھنے میں ٹھوکریں کھائی ہیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب نے حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے " والقائلون بحیات المسیح لما رأوا ان الآیۃ الموصوفۃ تبیّن وفاتہ بتصریح لا یمکن اخفاءہ جعلوا یؤولونھا بتاویلات رکیکۃ واھیۃ یعنی جو لوگ حیات مسیحؑ کے قائل ہیں انہوں نے جب دیکھا کہ آیت موصوفہ نے مسیح کی وفات کو صریح طور پر بیان کردیا ہے تو یہ لوگ آیہ موصوفہ کی تاویلیں کرنے لگے تاویلات رکیکہ واہیہ کے ساتھ۔

اسکے بعد حضرت اقدسؑ نے ص۱۹ تک انکی تاویلات کا ذکر کیا اور جوابات دیئے پھر ص۱۹ میں لکھا یاحسرۃ علیھم لم لا یتفکرون فی ھذہ الآیات (الی قولہ) من المھتدین۔ یعنی افسوس ان پر یہ کیوں فکر نہیں کرتے ان آیات میں۔ اسکے بعد وہ عبارت ہے جو صدرالافاضل صاحب نے نقل کی اور جس کا ترجمہ زیر بحث ہے۔

اب ایک سطحی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کے الفاظ واذا قیل لھم اٰمنوا سے مراد وہی علماء ہیں اور انہیں علماء کی نسبت آپنے تحریر فرمایا ہے کہ جب اُنسے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ وفات مسیحؑ پر جسکی تصریح کتاب اللہ میں موجود ہے تو وہ علماء جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم احادیث کے خلاف وفات مسیحؑ پر ایمان لے آئیں۔ اسپر حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں کہ یہ جواب دینے والے وہی علماء ہیں جو لوگوں کو ہمیشہ یہ تعلیم دیا کرتے تھے کہ خبر واحد اگر کتاب اللہ کے معارض ہو تو رد کیجاتی ہے۔ پس یہ علماء بھول گئے وہ بات جو انہوں نے لوگوں کو یاد دلائی تھی۔

اب منصف مزاج ناظرین اس تشریح کو مدنظر رکھکر صدرالافاضل صاحب کے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیں تو ان پر نہایت صفائی کے ساتھ ظاہر ہو جائیگا کہ صدرالافاضل صاحب نے فقرہ وقد کانوا یعلمون الناس کا جو ترجمہ ان الفاظ میں لکھا ہے کہ (حالانکہ تمام لوگ جانتے ہیں) یہ ترجمہ بالکل غلط ہے صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ہمیشہ لوگوں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ اسی طرح دوسرے فقرے فنسوا ما ذکروا الناس کا ترجمہ جو صدرالافاضل صاحب نے یوں لکھا ہے کہ پس بھول گئے اس چیز کو جو لوگوں کو یاد دلائی گئی تھی۔ یہ بھی محض غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے پس بھول گئے وہ بات جو انہوں نے لوگوں کو یاد دلائی تھی۔ غرض صدرالافاضل صاحب نے اپنی عربی دانی و سخن فہمی کا عجیب حیرت انگیز نمونہ پیش کیا ہے کہ ایک جگہ فعل متعدی کو لازمی بنایا تو دوسری جگہ معروف کو مجہول ٹھیرایا۔ مجھے سخت تعجب ہے کہ صدرالافاضل صاحب کے دماغ میں یہ بات کیوں نہ آئی کہ عبارت زیر بحث اور اسکے سیاق و سباق کا روئے سخن عوام الناس کیجانب نہیں بلکہ علماء کی طرف ہے۔ غالباً اسکا سبب وہی ہے جو اس بیت میں بتایا گیا ہے ؎ ہر کہ گردن بدعوی افرازد۔ خویشتن را بگردنی (دہکاک) اندازد۔ اس موقع پر مجھے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک اشتہار کے چند فقرات یاد آگئے جو مناسب مقام سمجھ کر نقل کیئے جاتے ہیں۔ "اے میرے مخالف الرائے مولویو! اور صوفیو!! اور سجادہ نشینو!!!

(باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدر انجمن احمدیہ کے اخبارات

۱۔ احمدیہ گزٹ :۔ نظارتوں کی رپورٹیں و اعلانات ماہوار عہ سالانہ

۲۔ الفضل :۔ حضرت امام کے کلمات طیبات۔ تقاریر، خطبات جمعہ شائع کرتا ہے ہفتہ میں دو بار للعہ ،،

اس کا خاتم النبیین نمبر خدا کے فضل سے نکل چکا ہے قیمت پرچہ ۲۶ سے ۱۰۰ تک ۴ر فی پرچہ ۵ر

۳۔ ریویو آف ریلیجنز اردو :۔ تائید احمدیت یعنی اسلام پر علمی مضامین ماہوار سے سالانہ

۴۔ ،، انگریزی :۔ لنڈن سے نکلتا ہے ،، ۶ ،،

۵۔ سن رائز :۔ نوجوانوں کو اسلام پر مضبوط رکھنے کے لئے پندرہ روزہ عہ سالانہ عہ طلباء سے

۶۔ مصباح :۔ خواتین سلسلہ احمدیہ کا اخبار مہینے میں دو بار عہ سالانہ

چند ضروری و مفید رسالے

معارف القرآن ۸ر۔ براہین العقائد ۸ر۔ الاستخلاف ۴ر۔ کمالات احمدیہ ۶ر۔ مقصد مذاہب ۱۳ر
التشریح الصحیح ۶ر۔ پیغام حق ۲ر۔ مباحثہ سرگودہا ۶ر۔ مجمع البحرین (اردو) ۴ر۔ اسلام کی اندرونی تصویر ۲ر
اسلامی قادر مطلق خدا اور آرین سرو شکتیمان ۳ر۔ بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقص۔ ر۔ ابطال مسئلہ
قدامت روح و مادہ دلائل عقلیہ و نقلیہ۔ ر۔ مسیح موعود اُمتِ محمدیہ ۱ر۔ ذبیحہ گائے اور ہندوؤں کے دھرم شاستر
آریہ سماجی اور گاندھی جی ۱ر۔ شیعہ سوراج اور واقعات قابل اندراج ۱ر۔ چند رکار آمد حوالے (اردو) ۱ر
کفارہ ۱ر۔ انجمن تائید اسلام کے رسالہ کا جواب ۱ر۔ عالمگیر مذہب (پنج معیار) ۱ر

نقشہ اجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اسکو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے اور اسکے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں
اشتہار دینے والوں کے لئے بہترین موقع ہے۔ ضمیمہ ۴ صفحے ۱۲ ر سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا
اور اُجرت حسب ذیل ہے:۔

	ایک صفحہ		نصف صفحہ	
سالانہ	۴۰ روپے		۲۳ روپے	
چھ ماہ	،،	۲۳ ،،	،،	۱۳ ،،
تین ماہ	،،	۱۲ ،،	،،	۷ ،،

فی اشاعت ایک صفحہ ۴ روپے۔ نصف صفحہ ۲ روپے۔ فی سطر ۴ر

(مینیجر ریویو اردو۔ قادیان)

ریویو آف ریلیجنز اردو۔ قادیان۔ ماہ اکتوبر ۱۹۲۹ء ٭ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن کی

سخت امراض کی مجرب پیٹنٹ دوائیں

دوا استعمال سے پہلے

رجسٹرڈ

بڑی شیشی ۱۵/ | جوڑی بخار و طحال کی دوا | چھوٹی شیشی ۹/

(بخار کے لئے ملک الموت ہے)

تین چار خوراک کے استعمال سے ہی بخار کا آنا رک جاتا ہے۔ باری سے آنیوالے بخار۔ اکترا۔ تجاری ۔ چوتھیا وغیرہ کو قطعی رفع کرتے ہیں اس دوا نے تمام ہندوستان میں خوب شہرت حاصل کی ہے۔ قیمت فی شیشی (خورد) نو آنہ ۹/۔ محصول ڈاک آٹھ آنہ ۸/

دوا استعمال کے بعد

رجسٹرڈ

امراض مستورات کی دوا

(ہر قسم کے امراض مستورات کے لئے آزمودہ ہے)

مستورات کی صحت کو ضائع کرنیوالا مرض سیلان الرحم آج ۹۵ فیصدی فی صدی مستورات کو اپنے بچوں کا شکار بنائے ہوئے ہے۔ لیکن اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے اور تمام نقائص متعلقہ رحم کو رفع کرنے کیلئے یہ دوا ابھی ایسی بے نظیر ثابت ہوئی ہے کہ مرض کو مغلوب کئے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتی۔

رحم کو طاقتور بنانا۔ سر کمر۔ کمر رانوں وغیرہ کے درد کو رفع کرکے مستورات کی طبیعتوں کو تروتازہ و فارغ البال رکھنا۔ اس دوا میں خاص اوصاف ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ ۲/ محصول ڈاک ۱۱/ تین شیشی ۹/ محصول ڈاک چودہ آنہ ۱۴/

داد کا مرہم نیا و پرانا داد۔ خارش اس دوا سے نہیں رہتے۔ ہزارہا مریض صحتیاب ہو چکے ہیں۔ اسکے فوائد تیر بہدف ہیں۔ قیمت فی ڈبی چار آنہ ۴/ محصول ڈاک چھ آنہ ۶/

نوٹ۔ ہماری دوائیں ہر جگہ فروخت ہوتی ہیں اپنے مقام میں خریدنے سے وقت اور محصول ڈاک میں بچت ہو گی ٭

(صیغہ نمبر ۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ۔ شیخ محمد وارث۔ رحمت علی۔ مرچنٹ۔ گوردا سپور۔ (پنجاب)

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر صدر انجمن احمدیہ کیلئے قادیان سے شائع کیا